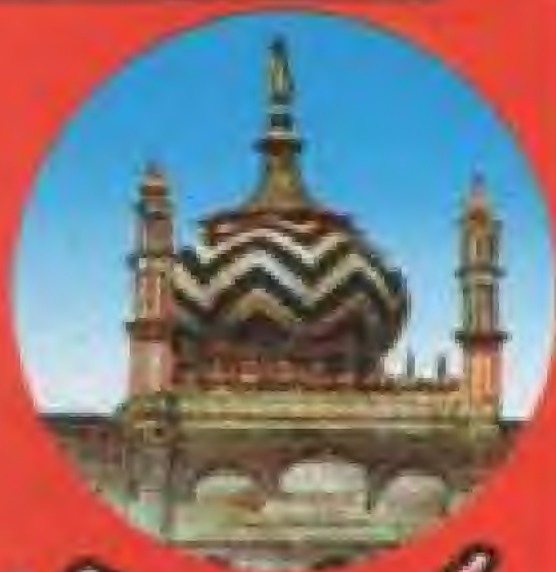


اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان فاضل دیوبند و پڑوسی دینی ائمہ کے بارے
میں غلط فہمیوں کا ازالہ کر دینے والی ایک لایعوب تحریک

امام
احمد
راضی



ایک مظلوم مفکر

علامہ عبدالرشید عثمانی دہلوی

مُصَنَّف

علامہ محمد امجد علی عثمانی دہلوی

مُتَرَجِم

ناشر: مکتبہ اعلیٰ حضرت مزنگ لاہور

پہلے اسے پڑھئے

بقلم - علامہ محمد اکمل عطا قادری

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت، پروانہ شمع رسالت، عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم گرامی 'دین و مسلک سے تعلق رکھنے والوں کیلئے' کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ لیکن کثیر مسلمان (خصوصاً نئی نسل) ایسے بھی ہیں کہ جو دین و مسلک سے کم رغبت اور دنیاوی امور میں دلچسپی زیادہ رکھنے کے باعث، آپ کی شخصیت کے کارناموں سے یکسر غافل ہیں۔ یہ دعویٰ درست ہے یا نہیں؟ اگر جاننا چاہیں تو نماز جمعہ کے بعد 'مصطفیٰ جانِ رحمت' پہ لاکھوں سلام پڑھنے والوں سے سوال کر کے دیکھئے کہ 'یہ پڑھا جانے والا سلام کس کا لکھا ہوا ہے اور اس شخص کی سیرت اور علمی کارناموں کے بارے میں آپ کتنا جانتے ہیں؟' ان شاء اللہ عزوجل مذکورہ سوال کا جواب فوراً حاصل ہو جائے گا۔

عوام اہلسنت کی اسی غفلت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے، دشمنانِ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی شخصیت و کردار مسخ کر کے پیش کرنے کا باآسانی موقع میسر آگیا اور انہوں نے آپ کے تمام کارناموں پر پردہ ڈال کر، معاذ اللہ مشرک، بدعتی، متعصب، متشدد، کفر کے فتوے صادر کرنے کی مشین اور نہ معلوم کون کون سے غلط اور جھوٹے الزامات لگا کر آپ کا نام بدنام کرنے کی ناپاک کوششیں شروع کر دیں۔ نتیجتاً ایسے کثیر سادہ لوح مسلمان جو اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں بنیادی واقفیت بھی نہ رکھتے تھے، صرف یک طرفہ کلام سن کر بدگمانی جیسے حرام فعل میں مبتلاء ہوتے چلے گئے اور ان کے ذہنوں میں آپ کے بارے میں منفی و غلط تصورات نے جڑ پکڑ لی۔

ایسی صورت حال میں اس امر کی سخت ضرورت تھی کہ آقائے نعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت پاکیزہ اور علمی کارناموں کو عوام کے سامنے با تفصیل اور زیادہ سے زیادہ پیش کیا جائے تاکہ بدگمان حضرات توبہ کرنے اور ناواقف مسلمان، دشمنوں کے چنگل میں پھنسنے سے محفوظ رہنے میں کامیاب ہو جائیں۔ نیز گستاخانِ رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا اصل چہرہ دکھانا، ان کے سیاہ کارناموں سے پردہ اٹھانا اور 'ہمارے اور ان کے درمیان اختلاف کے اصل سبب کی نشاندہی کرنا' بھی بے حد ضروری تھا۔

دیگر 'مسلکِ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخلص علماء اہلسنت کی مثل، عاشقِ اعلیٰ حضرت جناب حضرت علامہ مولانا عبدالستار ہمدانی مدظلہ العالی نے بھی مذکورہ بالا امور پر توجہ فرما کر ایک کتاب مرتب فرمائی جس کا نام 'امام احمد رضا ایک مظلوم مفکر' رکھا۔ اس کتاب لا جواب میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف، نثری صورت میں آپ کے مناقب، علمی کارنامے، مسئلہ تکفیر میں آپ کی احتیاط پسندی اور الزامات سے برأت کا ثبوت پیش کرنے کے ساتھ ساتھ بد مذہبوں کا سیاہ تعارف، ان کے ناپاک کارنامے اور 'اہلسنت اور ان کے درمیان' اختلاف کا اصل سبب بھی بیان کیا گیا ہے۔

بلا مبالغہ اس کتاب کا ایک ایک جملہ بلکہ ہر ہر لفظ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ لیکن 'طبائع کی دینی کتابوں کے مطالعے سے بے رغبتی' کو محسوس کرتے ہوئے مکتبہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مذکورہ کتاب میں سے چند اقتباسات کا انتخاب کر کے ایک رسالے کی شکل میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے تاکہ 'مضامین کتاب کو پیش نظر رکھ کر مطالعہ فرمانے والے قارئین' بھی کتاب طہذاب کی بذکات سے محروم نہ رہیں، اُمید ہے کہ 'ادارے کی اس مخلصانہ کوشش کو 'خدمتِ دین کے جذبے پر محمول کر کے' تحسین بھری نگاہوں سے دیکھا جائے گا۔

زیر مطالعہ رسالہ، درج ذیل امور پر مشتمل ہے۔

- ۱۔ سب سے پہلے نثری شکل میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب، بہترین ترین الفاظ اور ایسی سلامت و روانی کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں کہ ان شاء اللہ عزوجل ہر قاری کی زبان پر بے اختیار تعریفی کلمات جاری ہو جائیں گے۔
- ۱۔ پھر آپ کے خلاف کی جانے والی سازشوں کا ذکر ہے۔
- ۱۔ پھر آپ کی مخالفت میں شدت کی وجہ سے اور ان فتنوں کا ذکر ہے کہ جن کا آپ نے اکیلے قلع قمع فرمایا۔
- ۱۔ پھر آپ پر لگائے گئے الزامات، بد مذہبوں کے ساتھ اختلاف کی وجہ، ان کا تعارف اور سیاہ کارنامے بیان کئے گئے ہیں۔
- ۱۔ پھر آپ پر لگائے گئے جھوٹے اور من گھڑت الزامات کا رد و تبلیغ کیا گیا ہے۔
- ۱۔ پھر آپ پر لگائے گئے الزامات کا رد کرنے میں کوتاہی برتنے پر 'اپنوں' سے 'جائز شکوہ' کیا گیا ہے۔
- ۱۔ پھر فتویٰ دینے کا حکم کفر لگانے میں آپ کی شانِ احتیاط کا بیان ہے۔

ادارے کی جانب سے مندرجہ ذیل اضافہ کیا گیا ہے۔

- (i) جہاں عربی عبارات پر اعراب نہ تھے، وہاں اعراب لگا دیئے گئے ہیں، نیز ان کا ترجمہ بھی لکھ دیا گیا ہے۔
- (ii) تقریباً ہر مشکل لفظ کا آسان معنی رسالے کے آخر میں لکھ دیا ہے، درمیان میں لکھنا 'سلاست و روانی کے فوت ہو جانے کے خوف کے باعث' مناسب معلوم نہ ہوا۔
- (iii) آیات کا ترجمہ مع حوالہ ہر صفحے کے نیچے حاشیہ میں لکھ دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ مصنف و ادارے کی اس سعی احسن کو شرف قبولیت عطا فرما کر سب کیلئے باعثِ نجات بنائے۔

اٰمِيْن بِجَاهِ النَّبِيِّ الْاَمِيْن صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک مظلوم مفکر

امام احمد رضا ایک مظلوم مفکر..... ایک وسیع النظر مدبر..... عشق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیکر..... اپنے وقت کا ممتاز فقیہہ..... علم و عرفان کا بہتا سمندر..... جس نے دنیا کو عشق مصطفیٰ کا پیغام دیا۔ کفر و ارتداد ۱، والحاد ۲ سے اُمتِ مسلمہ کو بچایا۔ ایمان کی روشنی دی..... کفر کی ظلمت کو چھانٹا..... بے دینی کا پردہ چاک کیا..... صراطِ مستقیم پر اُمتِ رسول کو گامزن کیا..... عظمتِ رسول کیلئے اپنا سب کچھ واؤ پر لگایا۔ ناموسِ رسالت کی حفاظت کیلئے اس نے اپنی جان تک کی پروا نہیں کی۔ ربِّ کائنات کی شان میں توہین آمیز کلمات کہنے اور لکھنے والوں کو اس نے اپنی جلالتِ علم کے نیزے کی نوک سے ساکت کر دیا۔ رسولِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں گستاخانہ لب کشائی کی جرأت کرنے والوں کی زبانیں اس نے اپنے قلم کی تلوار سے کاٹ کر پھینک دیں۔ مہبانِ رسول و عاشقانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدموں تلے اس نے اپنا دل بچھونے کی شکل میں بچھایا۔ آلِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے اس نے اپنا امامہ برسرِ عام اس کے قدموں پر رکھا اور اس کی پاکی کا بوجھ اپنے کاندھوں پر اٹھایا۔ جس کی آنکھیں گنبدِ خضرا کا نظارہ کرنے کیلئے ہمیشہ بیتاب رہتی تھیں۔ جس کا سراپا یا محبوب میں بے قرار تھا..... جس کا وجود لقاءِ محبوب کی تڑپ میں گم تھا..... اپنے آقا کے وفاداروں کے لئے وہ پھول سے بھی زیادہ نرم اور شہد سے بھی زیادہ شیریں تھا۔ آقا و مومنی کے گستاخوں کے لئے وہ لوہے سے زیادہ سخت اور آگ سے بھی زیادہ گرم تھا۔ وہ بارگاہِ رسالت کے دشمنوں پر قہرِ الہی کی بجلی بن کر ٹوٹ پڑتا تھا۔ خدا وادِ صلاحیتوں نے اسے ہمیشہ غالب و فتح مند بنایا۔ مخالفین کو بھی جس کی صلاحیتوں کا لوہا ماننا پڑا۔ جس کے قلم کی نوک سے نکلی ہوئی ہریات بلکہ ہر لفظ ایسا جامع، مانع اور مؤثر تھا کہ جس کا رد کرنا محال تھا۔ جس کے قاہر ۳ دلائل و شواہد پہاڑ سے بھی زیادہ اٹل تھے جو ٹالے نہ مل سکتے تھے۔ دلائل کے میدان کا وہ شہسوار تھا۔ قلم کا وہ وحشی ۴ تھا۔ نفاذ ۵ دلائل، سرعت ۶ کتابت، زورِ بیان، طرزِ تحریر، اثباتِ دعویٰ، اظہارِ حق، ابطالِ باطل ۷، دفاعِ حق، فصاحت و بلاغت، علم و ادب، فضل و دانش، وضاحت و تشریح، تفتیش ۸، رموز، اسد ۹، ضرر، اجتہاد ۱۰، استنباط، تحقیق و ۱۱ تدقیق، خطابت و کلام، ذہانت و فقاہت، استعداد ۱۲ و جلالتِ علم، شعر و سخن، فن و حکمت وغیرہ میں وہ اپنی مثال آپ تھا۔ اس کا کوئی مد مقابل نہ تھا۔ کوئی برابری کا نہ تھا۔ بلکہ اپنے عصر کے بڑے بڑے دانشورانِ علم و فن اس کے سامنے طفلِ مکتب ۱۳ کی بھی حیثیت نہ رکھتے تھے۔

۱۔ دانشمند ۲۔ مرتد ہونا ۳۔ دینِ حق سے پھر جانا ۴۔ علم کی بزرگی و عظمت ۵۔ غالب و زبردست ۶۔ شوق رکھنے والا ۷۔ دلائل کا جاری ہونا ۸۔ لکھنے کی تیزی ۹۔ ناحق کو غلط قرار دینا ۱۰۔ ہارکیوں کی چھان بین ۱۱۔ نقصان کی روک تھام ۱۲۔ غور و خوض سے کسی کا مسئلہ حل کرنا ۱۳۔ اصلیت معلوم کرنا، تفتیش ۱۴۔ لیاقت و قابلیت ۱۵۔ مدرسے میں پڑھنے والا بچہ

جس کا علم سب پر بھاری تھا... جس کے برہان ۱۔ ودلائل کوہ آہن ۲ کے مانند تھے.. جس کے دریائے علم کی گہرائی کو ناپنا مشکل تھا، جس کے علم و فن کی رفعت و بلندی پانا مشکل و دشوار تھا۔ وہ علم لدنی ۳ کا حامل تھا..... عطائے خداوندی کا جس پر کرم تھا..... فضل رسول کا جس پر سایہ تھا..... وہ فقیہ تھا..... عالم تھا..... حافظ تھا..... قاری تھا..... مفتی تھا..... محدث تھا..... مجتہد تھا..... مستطیع تھا..... مفسر تھا..... مناظر تھا..... مصنف تھا..... مجدد تھا..... ماہر فن..... ادیب تھا..... شاعر تھا..... معلم علماء تھا..... ہادی اُمت تھا..... مفکر ملت تھا..... مدبر تھا..... اسلامی علوم اس کی گھٹی میں پلائے اور سکھائے گئے تھے۔ دُنیوی علوم جس کو عطا کئے گئے تھے..... علوم جدیدہ میں اس کی مہارت مسلم تھی..... جس نے کئی تشنہ ۴ ہائے علم کو جام شیریں سے تسکین دی..... فتنوں کی آندھیوں کے سامنے مستحکم ۵ قلعہ کی حیثیت سے قائم رہا..... جس نے الزامات و افتراءات ۶ کے زہریلے تیر اپنے سینے پر جھیلے..... لیکن اُمت مسلمہ کو عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شاداب ۷ اور مہکتے پھول دیئے۔ تاریک دلوں میں شمع عشق رسالت روشن کی..... محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی اصل ایمان اور جان ایمان ہے۔ یہ پیغام دُنیا کو دیا۔ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وفاداروں سے دوستی اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گستاخوں سے عداوت و نفرت کا دُرس دیا۔ خدائے تعالیٰ کی توحید و تقدیس اور خدا کے محبوب کی عظمت پر کئے جانے والے ہر حملے کا دندان ۸ شکن جواب دیا۔ آیات قرآنی میں تحریف ۹ اور غلط تاویل ۱۰ کرنے والوں کو جس نے ساکت کر دیا۔ اسلامی اصول و قوانین میں ترمیم کرنے کی جرأت کرنے والے تمام عناصر کو اس نے مہبوت و مغلوب کر دیا۔ بیانِ رفعتِ شانِ جانِ ایمان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے اس نے علم و عرفان کے دریا بہا دیئے۔ جس نے ملت کو قرآن کا صحیح فہم ۱۱ دیا..... حدیث کا صحیح مفہوم سمجھایا..... قول و فعلِ اصحابِ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا حقیقی پس منظر بتایا..... اقوال و ارشاداتِ مجتہدین کی صحیح تشریح بتائی..... اسلام کا صحیح نظریہ باور ۱۲ کرایا..... فقہ و اصول کے رموز ۱۳ و جزئیات ۱۴ کی عقدہ کشائی کی..... دین کا محافظ..... ملت کا محسن..... مگر تواضع و انکساری کا پیکر جمیل..... حلم و ضبط کا پاسدار..... اُمت کا پاسان..... مومنوں کا نگہبان..... ہر فن اور ہر عمل میں بے مثال..... صاحبِ تصانیف کثیرہ..... زہد و تقویٰ کا نمونہ..... اتباعِ شریعت و پرہیزگاری میں اپنی مثال خود آپ..... فرائض و واجبات کی ادائیگی کا سخت پابند..... سنت و مستحب کا دلدادہ..... اخلافِ نبیؐ خیر کا بے داغ آفتاب..... اِسْتِقْلَالٌ فِی الدِّینِ ۱۵ میں کوہِ ہمالیہ ۱۶ سے بھی بڑھ کر.....

۱۔ دلیل ۲۔ لوہے کا پہاڑ ۳۔ وہ علم جو سکھے بغیر وحی یا الہام کے ذریعے حاصل ہو ۴۔ تسلیم شدہ ۵۔ علم کے پیاسے ۶۔ مضبوط جی بہتان و تہمت ۷۔ تروتازہ ۸۔ دانت توڑ ۹۔ ترجمہ کرنے میں ارادۂ اجل معافی سے تلف کرنا ۱۰۔ شرح ۱۱۔ سمجھ و شعور ۱۲۔ یعنی صحیح نظریہ کا یقین کروایا ۱۳۔ رمز کی جمع ہے یعنی راز ۱۴۔ اجزاء ۱۵۔ گرہ کھولنا، ہشکل آسان کرنا ۱۶۔ دین میں مستقل ہونا ۱۷۔ ہمالیہ پہاڑ سے بھی بڑھ کر (جو دنیا میں سب سے بلند پہاڑ ہے)

اَلْحُبُّ لِلّٰهِ وَ اَلْبُغْضُ فِی اللّٰهِ ۱ کی زندہ تصویر..... وقت آشنا ۲..... دور رس ۳..... نگاہ رکھنے والا..... حالات و حوادث کے اثرات سے باخبر..... دشمنوں کے ہر حال سے واقف..... پر رکھنے میں ماہر..... مذہب کے نام پر شکم پروری کرنے والے عناصر کو ایک نظر میں پہچاننے والا..... گمراہ کن اور دھوکے بازوں کے ہتھکنڈوں سے ہوشیار..... حق گوئی میں بے خوف، مجاہد، بہادر سپاہی، دلیر، نڈر، کفن بردوش ۴ دین کے معاملے میں کسی کی بھی پرواہ کرنے سے دور..... دنیوی جاہ و جلال کا بھی لحاظ نہ کرے..... جس کی زندگی کا مقصد صرف اور صرف تعظیم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم..... جس کی زندگی کا ہر پل دین میں کی بے لوث خدمت میں صرف ہو..... جو اپنے آقا و مولیٰ کی عظمت بیان کرنے کیلئے ہر لمحہ مستعد ۵ ہو..... جس کی زندگی کا سرور تعظیم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم..... جس کے دل کا قرار نعت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم..... جس کے وجود کا ہر روٹکا محو ثنائے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم..... رسول اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ والہانہ محبت کا یہ عالم کہ ذات رسول اور فرمان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابلے میں اس نے اپنے اور پرائے کسی کا بھی لحاظ نہیں کیا۔ آقا و مولیٰ کی مرتبہ عظمیٰ کے شایان شان نہ ہو، ایسا ایک جملہ تو درکنار بلکہ ایک لفظ بھی کسی نے کہا یا لکھا، تو وہ عاشق صادق اس کی تردید و تعاقب کیلئے اٹھ کھڑا ہوا، یا کسی نے شریعت مطہرہ کے خلاف کسی فعل کا ارتکاب کیا..... حق گو مجاہد نے بِلاَ خَوْفٍ لَّوْمَةٍ لَا نِیمَ ۶ اس کے خلاف صدائے حق بلند کی۔ اس حق گوہی کا فریضہ انجام دیتے وقت اس نے یہ نہ دیکھا کہ سامنے کون ہے؟ اپنا ہے یا پرایا؟ بلکہ صرف شریعت کا ہی لحاظ کیا۔

یہی وجہ ہے کہ اس جلیل القدر فقیہ نے بہت سے گروہوں کی دشمنی مول لی۔ لیکن وہ ایسے دشمنوں سے بے پرواہ اور بے نیاز تھا، کسی بڑے سے بڑے کو خاطر میں نہ لایا..... اسے ضرورت بھی کیا تھی کسی کو خاطر میں لانے کی، کیونکہ وہ عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھا..... محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھا..... فدائے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھا..... گدائے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھا..... رضا جوئے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھا..... فناء فی الرسول ۷ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھا..... معین ۸ دین رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھا..... محافظ ایمان اُمت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھا۔ وہ کسی سے ڈرتا نہیں تھا۔ کسی سے مرعوب نہیں ہوتا تھا۔ کسی دنیاوی صلے کا متمنی ۹ نہیں تھا۔ کسی کا آرزو مند نہیں تھا۔ دنیا کی طمع ۱۰ اسے پکھلا نہیں سکتی تھی۔ دنیوی حب و جاہ کی اس کے دل میں ڈرہ برابر بھی وقعت نہ تھی۔ مال دنیا کی حرص..... ذاتی بلندی رتبہ..... خواہش عہدہ و اقتدار و حکومت..... حصول جائیداد..... وغیرہ سے وہ منہ پھیر چکا تھا۔ وہ دین اسلام کا سچا خادم تھا۔ ملت کا صحیح رہنما تھا۔ اس نے ہر نازک موڑ پر ملت کی رہنمائی کی۔ ملت کو گمراہ ہونے سے بچایا۔

۱ اللہ تعالیٰ کیلئے محبت اور اللہ تعالیٰ کیلئے نفرت رکھنا ۲ وقت کو پہچاننے والا ۳ دور تک پہنچنے والی ۴ کفن کندھے پر اٹھانے والا ۵ تیار ۶ ترجمہ : ملامت کرنے والے کی ملامت کے خوف کے بغیر بے فکر کا وہ مرتبہ جس میں سالک (چلنے والا) بیرونی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی طبیعت ثانی بتا رہا ہے ۷ مدد کرنے والا ۸ آرزو کرنے والا ۹ لاچ

مہلک ۱۔ راہ چلنے سے روکا۔ آفتاب رشد و ہدایت بن کر ملت کو راہ ہدایت دکھائی۔ قوم کو حق گوئی کا جو ہر عطا کیا۔ سر بلند اور سرخرو ہو کر جینے کا سلیقہ دیا۔ اسلام کے خلاف اٹھنے والے ہر فتنے سے ٹکرانے کا جذبہ دیا۔ انجام سے بے پرواہ ہو کر دشمنانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے اٹھ کھڑے ہونے کا ولولہ دیا۔ یقین محکم ۲۔ اور عمل پیہم ۳ رکھنے کا طریقہ سکھایا۔ دلوں میں عظمتِ مصطفیٰ کی روشنی بھردی۔ آنکھوں میں دیارِ حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جلوہ سمودیا۔ اس کے علم کا لوہا غیروں نے بھی مانا۔ اس کی فقہی بصیرت سب نے تسلیم کی۔ عرب و عجم کے علماء میں مقبول ہوا۔ مرجعِ علماء بنا۔ مجدد ۴ کے عظیم مرتبہ پر فائز ہوا۔ اپنے علم پر فخر کرنے والے بڑے بڑوں کو لا جواب کر دیا۔ وہ کبھی لا جواب نہیں ہوا۔ اس کے سامنے سب جواب دے چکے کیونکہ اس کا کوئی جواب نہیں تھا۔ ہزاروں کتب و فتاویٰ کا مصنف..... ایک سو سے زیادہ فنون کا ماہر..... جس نے ہر فن کے ماہرین کو سر تسلیم خم کرنے پر مجبور کر دیا۔ ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَاءُ ۝ کا مظہر..... جو سراپا اُولٰٓئِکَ کُتِبَ فِی قُلُوبِهِمُ الْاِیْمَانُ ۝ کا مظہر..... وَ اٰیٰتُہُمْ بِرُوحِہٖ مِنْہٗ ۝ سے فیضیاب..... حِزْبُ اللّٰہِ ۝ کا مجاہدِ اعظم۔ ہُمْ الْفَآئِزُونَ ۝ کی بشارت سے سرخرو..... حق گوئی کے میدان میں وَ ہُمْ لَا یُفْتَنُونَ ۝ کے تحت ہر موڑ پر امتحان دیتا ہوا..... وَ اَنْتُمْ لَا غَلَوْنَ ۝ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ کے صدقے میں ہر محاذ پر کامیاب ہوتا ہوا۔ اِنَّمَا یَخْشٰی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَآءُ ۝ پر کامل عمل کرتے ہوئے شہیتِ الہی سے کاغذ ہوا..... اِنْ اَکْثَرَ مِنْکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰی کُمْ ۝ سے مستفید ۝ و مستفیض ۝ ہو کر تقویٰ اور پرہیزگاری کا اسوہ حسنہ ۝..... حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ ۝ سے جذبہ محبت اخذ کر کے اَلَا لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا مَحَبَّۃَ لَہٗ ۝ کی صدا بلند کرتا ہوا۔ آقا و مولیٰ کی عظمت و محبت میں سب کچھ شاکر کرتا ہوا مُؤْمِنُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوتُوْا ۝ کے کیف میں سرشار ہو کر 'مورا ۝' تَنْ مِّنْ دَہْنٍ سَبَّحْ بِہٖ ۝..... یہ جان بھی پیارے جلا جانا کی تمنا کرتا ہوا..... 'کروں تیرے نام پہ جاں فدا' کا ولولہ اور جذبہ جس کے دل کی عکاسی کرتا ہو.....

۱۔ ہلاک کرنے والی ۲۔ مضبوط بھروسہ ۳۔ لگاتار کام ۴۔ تجدید کرنے والا، پرانے کو نیا کرنے والا ۵۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے (پ ۲۷، الحلیلہ: ۲۱) ۶۔ یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا (پ ۲۸، الحشر: ۲۲) ۷۔ اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی (پ ۲۸، الحشر: ۲۲) ۸۔ اللہ کی جماعت (پ ۲۸، الحشر: ۲۲) ۹۔ وہ ہی مراد کو پہنچے (پ ۱۰، التوبہ: ۲۰) ۱۰۔ اور ان کی آزمائش نہ ہوگی (پ ۲۰، العنکبوت: ۲) ۱۱۔ اور تم ہی غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو (پ ۳، ال عمران: ۱۳۹) ۱۲۔ اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں (پ ۲۲، فاطر: ۲۸) ۱۳۔ بے شک اللہ کے یہاں تم میں سے زیادہ عزت والا وہ جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے (پ ۲۶، الحجرات: ۱۳) ۱۴۔ فائدہ اٹھانے والا ۱۵۔ فیض چاہنے والا ۱۶۔ بہت اچھا نمونہ ۱۷۔ یہاں تک کہ میں اسے سب سے زیادہ محبوب ہو جاؤں (مشکوٰۃ) ۱۸۔ خبردار اس شخص کا ایمان نہیں جسے ان سے محبت نہیں ۱۹۔ قبا ہو چاؤ اس سے پہلے کہ تمہیں موت آئے ۲۰۔ میرا

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ كُوجس نے اپنی زندگی کا آئین بنا کر اس پر سختی سے عمل پیرا ہو کر، خدا اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گستاخوں سے اپنی زندگی کی آخری سانس تک متنفر رہا اور اس کی تعلیم و تلقین کرتے ہوئے کہا کہ.....

دشمن احمد پہ شدت کیجئے ملحدوں کی کیا مروت کیجئے

قرآن سے اس نے جاہد الکفار و المنافقین و اغلظ علیہم ۱ کا سبق سیکھا تھا۔ وہ سبق اسے اچھی طرح یاد تھا وہ اس کا عامل کامل تھا۔ ساتھ ہی وہ اصحاب نبی کی عادت شریفہ اشداء علی الکفار ۲ کے نقش قدم پر چل کر رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ۳ کا بھی نمونہ عمل تھا۔ اپنے دینی بھائیوں کے تحفظ ایمان و عمل اور سلامتی جان و مال کیلئے وہ ہمیشہ فکر مند رہا۔ اعدائے ۴ دین کی ستم ظریفی ۵ کا ازالہ ۶ کرنے کیلئے وہ ہر لمحہ متحرک رہا۔ اپنے آقا کی مدح و ثنائیں وہ عروج کی منزل تک پہنچا تھا۔ وَتُعِزُّوْهُ وَتُقَوِّقِرُوْهُ ۷ سے فیضیاب ہو کر دُوم میں جب تک دم ہے، ذکر ان کا سناتے جائیں گے کی آہنی صدا بلند کی۔ مومن وہ ہے جو ان کی عزت پر مرے دل سے ۸ کا جذبہ قلوب مسلمین میں نقش کر دیا۔ اور دُلوۃ ۹ کے تلے ثنائیں کھلے رضا کی زباں تمہارے لئے ۱۰ کی اُمید و آرزو میں دنیوی زندگی کو مَزْزَعَةً ۱۱ الاخِرۃ ۱۲ کا حسین کردار عمل بنایا۔ آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت شان بیان کرنے کی تمنا میں اس کا دلکش تھوڑا دیکھ کر بے ساختہ زبان سے دُرود و سلام جاری ہو جاتا ہے اور اس عاشق صادق کے ہمراہ ہم بھی یہی کہنا نھتے ہیں کہ.....

کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور کبھی سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام

اور اس عاشق کی یہ تمنا پوری ہوتی ہوئی اس طرح پیش آئے کہ.....

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

۱ تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دین پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی (پ ۲۸، المجادلہ: ۲۳) ۲ کافروں اور منافقوں پر جہاد کرو اور ان پر سختی فرماؤ (پ ۲۸، التحویم: ۹) ۳ کافروں پر سخت ہیں (پ ۲۶، الفتح: ۲۹) ۴ آپس میں نرم دل (پ ۲۶، الفتح: ۲۹) ۵ دین کے دشمن ۶ مذاق مذاق میں ظلم کرنا ۷ دُرود کرنا ۸ اس کی عزت کرو اور توجیر کرو ۹ جھنڈا ۱۰ آخرت کی کھیتی

لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ ۚ س سے بارگاہ رسالت کا ادب سیکھا اور سکھایا۔ لب کشائی کی جرأت کرنے والوں کو اَنْ تَخْبِطَ أَعْمَالُكُمْ ۚ کی وعید ۲ صریح ۳ سے ڈرایا۔ لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ سے حدودِ ادب کا خط استواء ۴ کھینچا۔ يُنَادُونَكَ مِنَ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ ۚ سے بارگاہ رسالت کا ادب و احترام ۵ یاد کرایا۔ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ ۚ سے مقام رسالت کی بلندی ثابت کر کے "ان سائنیں انسان وہ انسان ہیں یہ" کا عالمگیر ۶ پیغام دیا۔ النَّبِيُّ أَوْلىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ ۗ کا صحیح مفہوم اخذ کر کے "ایمان یہ کہتا ہے کہ میری جان میں یہ" کا ایمان افروز دُرس دیا، وہ عاشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھا..... عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں دیوانہ تھا لیکن ایسا فرزانہ ۱۲ تھا کہ پیشِ نظر وہ نو بہا سجدے کو دل ہے نہ قرار کے جوش جنوں پر اس نے "روکنے سرگور و کئے" سے ہوشِ حدود کی لگام لگا کر "ہاں یہی اہتمام ہے" کہہ کر پاس ۱۳ شریعتِ مفوظ رکھا اور غلو ۱۴ سے محفوظ رہا۔ اپنی محبت کے جذبے کو اس نے جوشِ الفت اور ہوشِ شریعت کی سرحدوں کے مابین ۱۵ محدود رکھا اور تَحَذِّرُكَ جَعَلْنَا نَحْمُ أُمَّةً وَسَطًا ۙ پر عمل کرتے ہوئے ہوش و جوش کے درمیان رہتے ہوئے یہاں تک فرمایا کہ اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ كُلُّهُمْ يَطْلُبُونَ رِضَانِي وَأَنَا أَطْلُبُ رِضَاكَ ۖ کی ترجمانی ایسے نفسِ انداز میں کی کہ.....

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم خدا چاہتا ہے رضائے محمد (ﷺ)

عشقِ رسول جس کے دل کی دھڑکن..... اس کی حیات کا واحد سبب و مقصد تھا۔ اس کے جسم کا ہر ہر و کلمہ محوِ عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ثنائے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھا۔ اس کی آنکھوں میں صرف عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جلوے سمائے ہوئے تھے.....

۱ اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے نبی کی آواز سے (پ ۲۶، الحجرات: ۴) ۲ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں (پ ۲۶، الحجرات: ۲) ۳ سزا دینے کا وعدہ ۴ صاف، ظاہر ۵ اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو (پ ۲۶، الحجرات: ۱) ۶ ہموار کثیر کے تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں (پ ۲۶، الحجرات: ۴) ۷ بھروسہ کرنا ۸ اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو، جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو (پ ۲۶، الحجرات: ۲) ۹ دنیا میں پھیلنا ہوا ۱۰ یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے (پ ۲۱، الاحزاب: ۶) ۱۱ سمجھدار ۱۲ شریعت کا لحاظ ۱۳ بہت زیادہ مال خرچ کرنا ۱۴ درمیان ۱۵ اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب انھوں سے افضل (پ ۲، البقرة: ۱۴۳) ۱۶ تمام لوگ میری رضا چاہتے ہیں اور میں (اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تمہاری رضا چاہتا ہوں۔

وہ زندہ تھا صرف روح عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سبب..... اس کی زندگی کا مقصد پرچم عظمت رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لہرانا..... اور موت کی خواہش بھی دیدارِ رُخ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شرف حاصل کرنے کیلئے.....

جان دے دو وعدہ دیدار پر نقد اپنا دام ہو ہی جائے گا

اور.....

قبر میں لہرائیں گے تاحشر چشمے نور کے جلوہ فرما ہوگی جب طلعت رسول اللہ کی یہ صدائے دل اس کی آرزو اور تمنا کی نشاندہی کر رہی ہے۔ دیارِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابل جنت کی فضا بھی جس کا دل بہلانا سکے اور وہ مضطرب ہو کر یوں کہہ کر پکارا اٹھا کہ.....

جنت کو حرم سمجھا، آتے تو یہاں آیا اب تک کے ہر ایک کا منہ کہتا ہوں کہاں آیا بلکہ مدینہ سے پھڑک کر جینا اور جی لینے کا تھوڑی سی اس کے لئے جان لیوا تھا کیونکہ.....

طیبہ سے ہم آتے ہیں، کہیے تو جنت! والوں کیا دیکھ کے جیتا ہے جو وہاں سے یہاں آیا اپنے آقا کا مقدس آستانہ جس کے لئے جائے قرار، جائے پناہ، جائے سکون، جائے امن و امان تھا۔

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاؤُكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ لَعَلَّ هِيَ مِنْهُمْ تَوَّابٌ.....
وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہم سے تن کرم بنایا ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستان بتایا
اسی در سے اس نے سب کچھ پایا۔ پوری کائنات اسی در سے توپل رہی ہے۔ اسی در مقدس کی یاد نے اسے ہر لمحہ بے چین و بے قرار بنارکھا تھا۔

جان و دل، ہوش و خرد سب تو مدینہ پہنچے تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا
یہاں اس کے لئے سب کچھ تھا۔ کائنات کی سب سے محبوب ترین سب سے بلند درجہ زمین کا وہ حصہ جہاں آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقدس کا آبِ آرام گاہ ہے، اس مقدس حصے نے پوری زمین کو شرف بخشا.....

ختم ہوگئی پشتِ فلک اس طعنِ زمیں سے سن ہم پہ مدینہ ہے وہ رتبہ ہے ہمارا

۱۔ جنت کی جمع ۲۔ اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور اللہ سے معافی چاہوں (پ ۱۵، الساء: ۶۴)
۳۔ زور کی آواز ۴۔ سب کا سب ۵۔ عقل ۶۔ پاکیزہ

یہاں پر وہ مچل مچل کر رویا۔ یہاں سے وطن واپس جانے کا خیال تک اس کے لئے ناقابل برداشت تھا.....
 یہ رائے کیا تھی وہاں سے پلٹنے کی اسے نفس ستم گر ائی چھری سے ہمیں حلال کیا
 اور یہ کہ.....

ہو گیا دھک سے کلیجہ میرا ہائے رخصت کی سنانے والے
 یہیں پر اسے پڑا رہنا تھا۔ چاہے اپنا بیچ بن کر یہاں پر پڑا رہنا پڑے۔ یہ ناتوانی بھی محبوب و مقبول ہے۔ یہ ناتوانی کاش سبب
 بن جائے دائمی طور پر یہاں ٹھہر جانے کا۔ اسی لئے تو کہا تھا کہ.....

اسی در پر ترپتے ہیں، مچلتے ہیں، ہلکتے ہیں اٹھا جاتا نہیں کیا خوب اپنی ناتوانی ہے
 اپنے آقا کا دیار اسے اتنا محبوب تھا کہ اس مقدس سرزمین کی عظمت و رفعت کو ملحوظ رکھتے ہوئے وہ پکاراٹھا کہ.....
 حرم کی زمیں اور قدم رکھ کر چلنا ارے سر کا موقع ہے او جانے والے
 اپنے آقا کے مقدس شہر کی گلیوں کا اپنے آپ کو گدا کہنے کے ساتھ ساتھ شاہانِ دنیا کو بھی اس در مقدس کا سنگٹا قرار دیتے ہوئے
 وہ گنگناٹھا کہ.....

اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں مانگتے تاجدار پھرتے ہیں
 مدینہ منورہ کا ذرہ ذرہ اس کے لئے جاں افزا اور روح پرور تھا۔ یہاں کی ہر شے اس کے لئے محبوب، محترم، معظم، مخدوم اور قربان
 ہونے کے لائق تھی۔ ارے! وہ تو اپنے آقا کے مقدس بلد ح کے سگانِ در کی خدمت میں اپنے دل کا کلوا بطور تحفہ پیش کرنے کے
 لئے ہمیشہ آرزو مند رہا اور یہاں تک کہا.....

پارہ ح دل بھی نہ نکلا تم سے خفے میں رضا ان سگانِ کو ح سے اتنی جان پیاری واہ واہ
 بلکہ وہ دل کے کلڑے سگانِ در محبوب کی نذر لاتے ہوئے یہاں تک کہتا کہ.....

دل کے کلڑے نذر حاضر لائے ہیں اے سگانِ کوچہ دلدار ہم
 اور ایک مقام پر تو یہاں تک اظہارِ محبت کرتے ہوئے کہا کہ.....
 رضا کسی سب طیبہ کے قدم بھی چومے تم اور آہ کہ اتنا دماغ لے کے چلے

.....
 ح علاقہ ح شہر ح دل کا کلوا ح سنے

وہ عشق کی اعلیٰ و ارفع منزل پر پہنچ چکا تھا۔ اس منزل پر پہنچنے کے بعد ہر عاشق کی یہی تمنا ہوتی ہے کہ.....

نصیب دوستاں گران کے در پر موت آتی ہے خدا یوں ہی کرے پھر تو ہمیشہ زندگانی ہے

یقیناً یہاں پر مرنے والے کیلئے حیات لے جاو دانی اور دخولِ جنت دائمی ہے اور یہ سعادت حاصل کرنے کے لئے طیبہ میں مرجانے کا جذبہ اور ولولہ اس انداز سے بیان کیا کہ.....

طیبہ میں مر کے ٹھنڈے چلے آؤ آنکھیں بند سیدھی سڑک یہ شہر شفاعت نگر کی ہے

اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں عشق کے مہکتے پھول کھلاتے رہنا ہی اس کے قلب کو سکون تھا۔ یا دِ محبوب میں وہ اتنا بے چین و بے قرار تھا کہ اس کی حیات اسی پر منحصر تھی.....

جان ہے عشقِ مصطفیٰ روزِ قزوین کرے خدا جس کو ہو دزد کا مزا، نازِ دوا اٹھائے کیوں

ہجری آگ میں اس کا دل جل کر کباب ہو چکا تھا۔ اسی لئے تو کہا تھا کہ.....

جلی جلی یو سے اس کی پیدا ہے سوزِ عشق سے چشم والا

کیا ب آہو میں بھی نہ پایا مزہ جو دل کے کباب میں ہے

نعت گوئی کی راہ میں اس نے مدارِ رسول حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقشِ قدم پر چلنا اختیار کیا ہے۔ اسی نقشِ قدم پر چلتے چلتے اس نے 'حسان الہند' کا لقب پایا۔ قرآن سے اس نے نعت گوئی کا مزاج پایا اور یہ کہا کہ.....

اے رضا خود صاحبِ قرآن ہے مدارِ حضور تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی

اسرار و رموز و حروفِ مقطعات کی عقدہ کشائی کرتے ہوئے عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جام چھلکاتے ہوئے کہا کہ.....

ک گیسو، دھن، ی ایرو آنکھیں ع ص کعص ان کا ہے چہرہ نور کا

لے ہمیشہ کی زندگی لے زیادہ سے عشق کی سوزش سے سچ پر چڑھا کر کوٹلوں پر ہرن کا بھنا ہوا قیصر یا گوشت ہے پوشیدہ باتیں لے اشارے کی وہ حروف جو قرآن پاک کی بعض سورتوں کے شروع میں آتے ہیں مثلاً: الم، حم، ع مشکل آسان کرتے ہوئے ع سر کے لمبے بال لے منہ

آیات قرآنی میں بیان شدہ وہ مثالیں جو بظاہر سمجھ میں نہیں آتی تھیں اس کی فہم صحیح دیتے ہوئے کہا کہ.....
 ہے کلام الہی میں شمس و ضحیٰ تیرے چہرہ نور فزا کی قسم ۱
 قسم شب ۲ تار میں راز یہ تھا حبیب کی زلف ۳ دو تا کی قسم
 اور ایک جگہ تو اتنی بہترین تشریح فرمائی کہ.....

شمس دل، مشکوٰۃ ۴ تن، سینہ زجاجہ ۵ نور کا تیری صورت کیلئے آیا ہے، سورہ نور کا
 حدیث قدسی لَوْلَاکَ لَمَّا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ ۶ کی ترجمانی میں اس کا نفیس انداز تو دیکھو کہ.....

وہ جو نہ تھے، تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہوں
 جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے

جیسے ایمان افروز الفاظ اس کے قلم کی نوک سے نکل کر زمین قرطاس ۷ پر ریحان ۸ بہشت کا سماں باندھ رہے ہیں۔ اَنَا مِنْ
 نُورِ اللّٰهِ وَنُحِلَّ مِنْ نُورِی ۹ کا مفہوم صحیح بیان کرتے ہوئے وہ چہچہا اٹھا کہ 'وہی نور حق، وہی ظل رب..... انہیں سے
 سب، ہے انہیں کا سب' قَدْ جَاءَ کُمْ مِنَ اللّٰهِ نُورٌ ۱۰ میں اسے اپنے آقا کی عظمت کا نور مبین ہی نظر آیا اور 'تو ہے مبین
 نور، تیرا سب گھرا نا نور کا' جیسا نورانی قصیدہ مرقوم ۱۱ فرما کر نور ایمان کو ضیاء ۱۲ بخشی۔ نور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جلوؤں سے
 وہ چمک اٹھا، نور مصطفیٰ کے جلوؤں میں وہ ایسا گم ہو گیا کہ 'جس کو ان کے مکاں کا پتہ مل گیا..... بے نشان، بے نشان، بے نشان
 ہو گیا' کیونکہ وہ یہی چاہتا تھا۔ اپنے رب سے یہی مانگتا تھا کہ.....

ایسا گمادے ان کی ولا ۱۳ میں خدا ہمیں ڈھونڈھا کریں پر اپنی خبر کو خبر نہ ہو

لیکن بے نشان ہونے کے باوجود اس کا نشان مٹا نہیں کیونکہ 'بے نشانوں کا نشان مٹتا نہیں..... مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا' اور
 اس کا نام ایسا بلند ہوا کہ اس کا نام معیار اہلسنت بن گیا۔ حق و باطل کے درمیان اس کا نام فارق کی حیثیت حاصل کر گیا، اس کا نام
 سنت ہی صفت باطل میں ماتم چھا جاتا ہے۔ دشمنان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کا نام سنت ہی تھر تھر کاٹنے لگتے ہیں۔ اس کے قلم میں
 'جلال فاروقی' اور 'شجاعت حیدری' کی جھلک نظر آتی ہے اور وہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گستاخوں کو اپنے قلم

۱ حلف ۲ اندھیری رات ۳ بالوں کا گچھا جو کان کے پاس کپٹی پر لٹکتا ہے ۴ قانون، چراغ دان ۵ نور کے شیشے کا ٹکڑا ۶ اگر اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم
 تم نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ فرماتا ۷ کاغذ ۸ بہشت کا ایک خوشبودار پودا ۹ میں اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوں اور سب کچھ میرے نور سے ہے
 ۱۰ بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا (ب ۶، المائدہ: ۱۵) ۱۱ لکھا ہوا ۱۲ روشنی ۱۳ محبت

کی برق اندازی ۱ سے آگاہ کرتے ہوئے یہ کہتا ہے کہ.....

کلک ۲ رضا ہے خنجر خونخوار برق بار ۳ اعداء ۴ سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

ذکر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کدورت اور بغض رکھنے والے شاتم ۵ اور شریر گروہ کے قلعے یہ کہہ کر اس نے منہدم ۶ کر دیئے کہ

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولیٰ کی دھوم

مٹی فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

باطل فرقوں کے قلعے گرانے میں وہ ایسا شجاع تھا کہ اس کے قلم کی ہیبت سیف اللہ ۷ کی طرح باطل کے دلوں پر چھائی ہوئی تھی۔

اس کے قلم کی زد میں جو بھی دشمن خدا و دشمن رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آتا، اس کی حالت یہ ہوتی تھی کہ.....

وہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے

کے چارہ جوئی ۸ کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

رضا کے نیزے کی مار کا دھم بھی بھرا ہے نہ کبھی بھرگا..... کیونکہ اس نے اپنے ذاتی دشمنوں پر کبھی بھی وار نہیں کیا، بلکہ اپنے ذاتی

دشمنوں کو اس نے دعائیں دیں اور ان کی ہدایت کیلئے بارگاہ خداوندی میں سر بسجود ہو کر التجائیں کیں اور یہاں تک کہا کہ.....

حسد سے ان کے سینے پاک کرے کہ بدتر دق ۹ سے بھی یہ سل ۱۰ ہے یا غوث

کردو عدو کو تباہ حاسدوں کو رو براہ ۱۱ اہل ۱۲ ولا کا بھلا تم پہ کروڑوں دُرود

البتہ! دشمن رسول کو کبھی نہیں بخشا۔ نہ اس کی کوئی رعایت کی۔ اَلْحَبُّ لِلّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ ۱۳ کی زندہ نظیر بن کر

بارگاہ رسالت کے گستاخوں پر وہ قہر جبار کی بجلی کی مانند ٹوٹ پڑا..... اور یہاں تک کہا کہ.....

ذکر ان کا چھیڑیئے ہر بات میں چھیڑنا شیطان کی عادت کیجئے

حق اور باطل کی قلمی جنگ میں اس نے باطلوں کو دلیری سے لاکارا.....

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

۱ تیز وضع ۲ قلم ۳ بجلی برسانے والا ۴ دشمن ۵ برا بھلا کہنے والا، گالی دینے والا ۶ برباد کرے اللہ کی تلواریں ۷ استکاش یا دھوکا کرنا ۸ ایک بیماری

جو پھیپھڑوں کے خراب ہونے سے لگ جاتی ہے ۹ ایک بیماری جس سے پھیپھڑوں میں دھم ہو جاتی ہیں اور مُند سے خون آنے لگتا ہے ۱۰ سیدھی راہ

کی سمت ۱۱ اہل محبت ۱۲ اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرنا اور اللہ کے لئے دشمنی کرنا

باطل طاقتوں کا وہ تن تہامدِ مقابل تھا۔ وہ صرف ایک تھا..... مخالفین کی تعداد کثیر تھی..... اعدائے دین حاسدین اور نفس پرور عناصر اس کے مقابلے میں متحد تھے لیکن وہ یہ کہہ کر.....

ایک طرف اعدائے دین ایک طرف حاسدیں بندہ ہے تنہا شہاء تم پہ کروڑوں دُرود اپنے آقا کی بارگاہ میں استغاثہ کرتا تھا اور اپنے آقا و مولیٰ دُرودِ پاک کی اعانت پر اتنا مشتاق تھا کہ زبانِ حال سے یہ کہتا تھا کہ..... 'پلہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسہ تیرا'۔

دنیا داروں نے اس کے خلاف یک معظم محاذِ تشکیل دیا تھا اور اس کو نیست و نابود کرنے کے خواب دیکھ رہے تھے لیکن اسے اپنے آقا و مولیٰ کی پشت پناہی اور دستگیری پر کامل یقین و اعتماد تھا جس کا اظہار کرتے ہوئے ہی اس نے کہا کہ.....

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضا بول ہالے ح مری سرکاروں کے مخالفین کو اہلِ دول و ثروت کا تعاون حاصل تھا۔ حکومت کی پشت پناہی میسر تھی، سیاسی جماعتوں کی حمایت شامل حال تھی اس کے باوجود اس کا بال بیکا تک نہ ہوا۔ وہ ان اہلِ دول و ثروت و صاحبِ اقتدار لوگوں کے سامنے کبھی نہیں جھکا، نہ ان کی مدح و ثنا کی ہلکہ

کروں مدح اہلِ دول رضا پڑے اس میں میری بلا میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارہ ح ناں ھ نہیں

کہہ کر دنیا کو جتا دیا کہ.....

ان کا منگتا پاؤں سے ٹھکرا دے وہ دنیا کا تاج جس کی خاطر رہ گئے منعم ح رگڑ کر ایڑیاں

اس کی قوت طاقت حمایت نصرت کا مدار اپنے آقا و مولیٰ کے فضل و کرم پر تھا اور اس وجہ سے بہت ہی قوی تھا۔ کیونکہ اس نے اپنے آقا و مولیٰ سے اتنا زیادہ پایا تھا کہ اپنے آقا کی عطا کے مقابلے میں وہ دنیا کے داتاؤں کو بیچ بچھتا تھا اور اسی لئے اس نے علی الاعلان لکارتے ہوئے کہا کہ.....

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

ح فریاد ح مدد، سہارا ح اونچے ح دولت اور حکومت ھ روٹی ح مالدار بے ناکارہ

اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ ۱ اور نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ ۲ کے طفیل میں اس نے ہمیشہ فتحِ مبین حاصل کی۔
 فِئَةٍ قَلِيلَةٍ ۳ کے زمرے ۴ میں ہوتے ہوئے غَلَبَتْ فِئَةٌ كَثِيرَةٌ ۵ کی تصدیق کرتے ہوئے مِنَ اللّٰهِ
 مَنْصُورٌ ۶ ہو کر جَاءَ الْحَقُّ ۷ کی شانِ بشارت سے وَذَهَقَ الْبَاطِلُ ۸ سے باطلوں کی بڑی بڑی جماعتوں پر
 غالب ہوتا رہا۔ فَفَقِيَهُ وَاحِدٌ ۹ کی جلالتِ شان کے ساتھ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ کے معاملے میں وہ مِنْ أَلْفِ
 عَابِدٍ ۱۰ یعنی کہ ہزار عابدوں کی بجائے لاکھوں عابدوں سے بھی شیطان پر بھاری تھا۔ شیاطینِ زمانہ کیلئے وہ اکیلا ہی کافی تھا
 کیونکہ وہ يُبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ کے تحت دنیا میں بھیجا گیا تھا۔ اس نے مَنْ يُجَادِلُهَا أَمَرَ دُونَهَا ۱۱ کی خبر کو
 ثابت کر دیا۔ اَدِيَانِ ۱۲ باطل کے عقائد و نظریات کی اس نے دھجیاں اڑا دیں۔ گمراہیت و بے دینی کی آندھی کے سامنے وہ ڈٹ کر
 جمار ہا۔ اس کے پائے استقلال میں ذرہ برابر بھی تزلزل ۱۳ نہیں آیا۔ ملت کی ناؤ ۱۴ کو منجھدار ۱۵ سے نکال کر طوفانی موجوں
 اور مخالف ہواؤں کے تھپڑوں سے بچا بچا کر سلامتی کے ساتھ کنارے تک لایا۔

۱ جب اللہ تعالیٰ کی مدد آئے (پ ۳۰، النضر: ۱) ۲ اللہ کی مدد اور جلد آنے والی نصرت (پ ۲۸، الصف: ۱۳) ۳ کم جماعت (پ ۲، البقرہ: ۲۴۹)
 ۴ گروہ ۵ غالب آئی ہے زیادہ گروہ پر (پ ۲، البقرہ: ۲۴۹) ۶ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد کیا ہوا ہے اور فرماؤ کہ حق آیا (پ ۱۵، بنی
 اسرائیل: ۸۱) ۷ اور باطل مٹ گیا (پ ۱۵، بنی اسرائیل: ۸۱) ۸ ایک فقیہ عالم شیطان پر ہزار عابدوں سے بھاری ۹ بھیجا جائے گا اس آنت
 کے لئے جو ان کے دینی معاملوں کی تجدید کرے گا ۱۰ مذہب ۱۱ لرزش، جنبش ۱۲ کشتی ۱۳ دریا کے بچ کے دھار

مگر! آہ!!!

ملتِ اسلامیہ کا وہ عظیم محسن حوادثِ زمانہ کا شکار بنا دیا گیا۔ اس کی عظیم دینی اور بے مثال تصنیفی خدمات کو ایک منظم سازش کے تحت گمنامی کے پردے میں پوشیدہ کر دینے کی کوشش کی گئی۔ اس پر طرہ ۱۔ یہ کہ اس کی عظیم خدمات کو دوا تحسین ۲ دینے کی بجائے اس پر غلط سلط الزامات تھوپے گئے۔ بے بنیاد الزامات کے ذریعہ بدنام کرنے کی تحریک میں کوئی کسر باقی نہ رکھی گئی۔ افواہ اور جھوٹے پروپیگنڈے ۳ کی راہ اختیار کر کے اس کی شخصیت کو مجروح ۴ کرنے کی سعی ناکام ۵ کی گئی۔ پریس اور دیگر وسائل کے ذریعہ غلط الزامات کی اتنی تشہیر کی گئی کہ حقیقت سے نا آشنا ۶ عوام تو عوام بلکہ پڑھا لکھا طبقہ بھی اس کا شکار ہو گیا اور غلط آراء و نظریات میں مبتلا ہو گیا۔ یہ سب اس لئے کیا گیا کہ امام احمد رضا محدث بریلوی نے اصولی اور فروعی مسائل ۷ میں ہر فرقہ باطل کا تعاقب کرتے ہوئے ان کی تردید ۸ میں جو تصنیفی کارنامہ انجام دیا ہے وہ قرآن، حدیث اور کتب معتبرہ ۹ و معتبرہ کے دلائل کی روشنی میں اتنا اعلیٰ معیار کا ہے کہ جس کا جواب دینے سے آج تک تمام فرقہ ہائے باطلہ کے علماء و مصنفین عاجز اور قاصر ہیں۔ امام احمد رضا محدث بریلوی کی معرکہ الآراء ۱۰ تصانیف کا جواب نہ لکھ سکے کی اپنی کمزوری کو ڈھانپنے کی غرض سے ایک آسان راہ یہ اختیار کی گئی کہ امام احمد رضا بریلوی کی تصانیف کو فراموش کروا دیا جائے اور ان کی شخصیت پر حملے کئے جائیں کیونکہ یہ بات شواہد سے ثابت ہے کہ جس کسی شخص کی ذات مجروح کر دی جاتی ہے تو اس کی کتابیں بھی خود بخود مجروح اور ناقابل مطالعہ ہو جائیں گی۔ کیونکہ جب مصنف کے متعلق یہ بات عام کر دی جائے کہ وہ ایک تنگ نظر، جنگ جو، شدت پسند، مشتعل، متعصب ۱۱، بدعات ۱۲ و منہیات ۱۳ کا موجد ۱۴، متکبر، ترش رو، تفریق بین المسلمین ۱۵ کا علمبردار، فتنہ پرور، تکفیر مسلمین ۱۶ میں پیداک، علم و ادب سے نا آشنا وغیرہ تو اس کا اثر یہ پڑتا ہے کہ اس کی تصانیف سے التفات ۱۷ نہیں کیا جاتا بلکہ اجتناب ۱۸ کیا جاتا ہے اور جب اس کی تصانیف سے بھی پرہیز کیا جائے گا تو پھر ان تصانیف میں بکھرے ہوئے ایمانی، علمی، ادبی، فنی اور روحانی جواہرات سے کیونکر آگاہی ۱۹ ہوگی اور عقائد و اعمال کی اصلاح کیونکر ہوگی۔

۱۔ انوکھا، عجیب ۲ تعریف کرنا ۳ مشہوری ۴ زخمی ۵ ناکام کوشش ۶ جس سے جان پہچان نہ ہو ۷ مذہبی اصطلاح میں وہ مسائل جو عمل سے متعلق ہوں ۸ جواب دینا ۹ بھروسہ کیا گیا ۱۰ زبردست ۱۱ تعصب کرنے والے ۱۲ مذہب میں کوئی نئی بات یا نئی رسم نکلتا ۱۳ وہ افعال جن کا کرنا منع ہے ۱۴ ایجاد کرنے والا ۱۵ مسلمانوں کے درمیان فرق کرنا ۱۶ مسلمان کو کافر قرار دینا ۱۷ متوجہ ہونا ۱۸ پرہیز کرنا ۱۹ علم

لمحہ فکریہ

یہ امر بھی غور طلب ہے کہ امام احمد رضا محدث بریلوی کی شخصیت کو مجروح کرنے کیلئے اتنا تشدد کیوں برتا جاتا ہے۔ مختلف سمتوں سے یک بارگی ۱۔ حملے کیوں کئے جاتے ہیں؟ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ جن فرقوں میں آپس میں اتنے شدید بنیادی اختلافات ہیں کہ وہ ایک دوسرے کے وجود کو بھی گوارا نہیں کر سکتے، لیکن امام احمد رضا محدث بریلوی کے مقابلے میں وہ متحد ہیں، اپنے آپسی اختلافات کو عارضی طور پر فراموش کر کے، بڑے ہی شد و مد ۲ کے ساتھ وہ تمام فرقہ ہائے باطلہ ایک متحدہ محاذ کے تحت امام احمد رضا پر الزامات و افتراءات پر مشتمل کذب ۳ بیانی کا سہارا لیکر حملہ آور ہیں۔ اس سے بڑھ کر حیرت کی بات تو یہ ہے کہ باطل کے اس متحدہ محاذ میں کچھ 'اپنے' بھی شامل ہو گئے حالانکہ وہ 'اپنے' کہلانے والے 'اصولی عقائد کی صحت کو برقرار رکھتے ہوئے' صرف ذاتی اور نفسیاتی ۴ مفاد کیلئے امام احمد رضا کے مخالف محاذ میں شامل ہو گئے۔ ان لوگوں کی شمولیت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ امام احمد رضا نے جہاں عقائد کے معاملے میں باطل فرقوں کا رد کرنے میں تامل نہیں کیا وہاں آپ نے خلاف شریعت امور کا ارتکاب کرنے والوں کا تعاقب کرنے میں بھی کوتاہی نہیں کی بلکہ اپنے اور پرائے کا فرق کئے بغیر ان کے غلط اقوال و افعال کی تردید میں نادر زمن ۵ تصانیف پیش کیں۔ ان تصانیف کا مناسب جواب تک دینے سے قاصر ان عناصر نے اپنے دلوں میں جذبہ انتقام پیدا کیا اور اپنے کہلانے والوں نے بھی امام احمد رضا محدث بریلوی کو بدنام کرنے میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔

الحمد لله..... حدیث کے فرمان کے مطابق ہر صدی میں مجدد تشریف لاتے رہے اور انہوں نے خدا داد صلاحیتوں سے اپنے دور کے عظیم فتنوں کا سد باب ۱ کیا۔ اگر ہم مجددِ اول حضرت عمر بن عبدالعزیز (التونی ۱۰۷ھ) سے لیکر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (التونی ۱۲۳۹ھ) تک کے تمام مجددِ دین کرام کے حالات زندگی کا جائزہ لیں تو یہ پتہ چلے گا کہ ان تمام نفوسِ قدسیہ نے تجدید و احیائے دین کی خدمت میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی۔ حق گوئی کا فریضہ بخوبی انجام دیکر ملتِ اسلامیہ سے ایک بات یہ بھی واضح ہو گئی کہ انہوں نے کٹھن سے کٹھن امتحانات دیئے۔ دین کے خلاف اٹھنے والے فتنے کے مقابلہ کرنے میں بادشاہ وقت سے بھی بھڑے گئے۔ مشتتیں اٹھائیں، ظلم و ستم برداشت کئے، اپنی جان تک کی بازی لگادی، ہر دور میں کوئی نہ کوئی فتنہ اٹھا۔ کبھی قرآن کے مخلوق ہونے کا عقیدہ فتنہ عظیم کی حیثیت سے ابھرا، کبھی دہریہ ۲ فتنہ، کبھی خارجی ۳ فتنہ، کبھی معتزلہ ۴ فتنہ، یہاں تک کہ مغل بادشاہ اکبر کے دور میں 'دین الہی' ۵ کا فتنہ ایک طوفان کی طرح اٹھا۔ لیکن ہر فتنہ کی گمراہی سے ملت کے ایمان کا دفاع کرنے کی ضرورت کے پیش نظر ہر دور میں دین و ملت کے حامی 'مجدد' کی حیثیت سے تشریف لاتے رہے اور خدمتِ دین و احیاء دین کا فریضہ بخوبی انجام دیتے رہے۔

۱۔ اچانک ۲۔ زور و شور ۳۔ جھوٹ بولنا ۴۔ فائدہ ۵۔ نایاب زمانہ ۶۔ قطعاً روک دینا ۷۔ مقابلہ پر آ جانا ۸۔ خدا کو نہ ماننے والا ۹۔ مسلمانوں کا وہ فرقہ جو جنگ صفین کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس وجہ سے مخالف ہو گیا تھا کہ انہوں نے امیر معاویہ سے لڑنے کے بجائے غالی قبول کر لی تھی ۱۰۔ مسلمانوں کا ایک فرقہ جو معقول پسند کہلاتا ہے ان کے نزدیک قرآن مخلوق ہے اور اللہ تعالیٰ توحید مطلق معطوم ہو سکتی ہے ۱۱۔ اللہ کا دین

لیکن !

امام احمد رضا محدث بریلوی (المتوفی ۱۳۴۰ھ) کے حالات زندگی کا اگر ہم جائزہ لیں تو حیرت انگیز تفصیلات معلوم ہوں گی۔ امام احمد رضا سے قبل جتنے بھی مجدد ہوئے ان میں اور امام احمد رضا میں ایک نمایاں فرق نظر آئے گا کہ ماضی کے مجددین کے زمانے میں ایک، دو یا زیادہ چار پانچ فتنے تھے۔ ان تمام فتنوں کا ان حضرات نے احسن طریقے سے تدارک فرمایا، لیکن احمد رضا کے دور میں جو فتنے تھے ان کی ایک طویل فہرست مرتب کرنا ہوگی، علاوہ ازیں ایک اور بھی وضاحت کر دینا ضروری ہے کہ امام احمد رضا محدث بریلوی کے دور میں جو فتنے اٹھے تھے ان فتنوں کو درپردہ ایسی طاقتوں کی پشت پناہی حاصل تھی کہ بظہر ظاہر ان کا مقابلہ کرنا ایک مشکل سے مشکل تر مرحلہ تھا۔ لیکن قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ کے صدقے اور طفیل میں حق کو فتح و نصرت اور باطل کو شکست و ذلت حاصل ہوئی۔ امام احمد رضا پر آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فضل و کرم تھا اور اسی وجہ سے وہ ہر محاذ پر کامیاب اور فتح مند ہوئے۔ امام احمد رضا کا بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مندرجہ ذیل استغاثہ قابل غور ہے۔

اک طرف اعدائے دیں، ایک طرف حاسدیں
بندہ ہے تنہا شہداء تم پہ کروڑوں دُرو
کیوں کہوں نیکیں ہوں میں، کیوں کہوں بے بس ہوں میں
تم ہو، میں تم پر فدا، تم پہ کروڑوں دُرو

۱۔ بہت اچھا ۲۔ بند و بست ۳۔ پوشیدہ طور پر ۴۔ آپ فرماؤ کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا (پ ۱۵، بنی اسرائیلی: ۴۹)

خیر! المختصر! امام احمد رضا کے دور میں جو جو فتنے شباب پر تھے ان کی ایک جھلک ملاحظہ ہوں۔

- (1) فتنہ غیر مقلدین (2) فتنہ نیچریت (3) فتنہ نجدیت و وہابیت (4) فتنہ فرقہ اہل قرآن (5) فتنہ قادیانیت
- (6) فتنہ دارالندوہ (7) فتنہ فلسفہ قدیمہ (8) فتنہ وقوع کذب باری تعالیٰ (9) فتنہ انکار شفاعت (10) فتنہ روافض
- (11) فتنہ معتزلہ (12) فتنہ فلسفہ جدیدہ (13) فتنہ انکار سماع موتی (14) فتنہ خلافت عثمانی (15) فتنہ انکار ختم نبوت
- (16) فتنہ خاکساری فرقہ (17) فتنہ ترک قربانی گائے (18) فتنہ جواز سجدہ تعظیمی (19) فتنہ عدم جواز میلاد و قیام تعظیمی
- (20) فتنہ انکار معراج جسمانی (21) فتنہ ترک موالات (22) فتنہ آریہ (شدھی کرن) (23) فتنہ اتحاد عن المشرکین
- (24) فتنہ عدم جواز تعظیم آثار مقدسہ (25) فتنہ عدم جواز کتابت برکفن (26) فتنہ توہین حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- (27) فتنہ حکم دارالحرب (28) فتنہ انکار علم غیب انبیاء و اولیاء (29) فتنہ انکار حیات انبیاء (30) فتنہ جواز تعزیر داری
- (31) فتنہ جواز سماع مع مزامیر (32) فتنہ براذان ثانی (33) فتنہ انکار اذان قبر (34) فتنہ عدم جواز معافہ و مصافحہ عید
- (35) فتنہ عدم جواز تعمیرات مزارات اولیاء (36) فتنہ عدم جواز تقبیل ابھائیں (37) فتنہ انکار ایمان ابوین کریمین النبی
- (38) فتنہ جواز زکوٰۃ برائے سادات کرام (39) فتنہ عدم جواز چراغاں بر مزارات صالحین (40) فتنہ حلیت اشیاء نشہ آور
- (41) فتنہ حلیت اکل زراعت (42) مسئلہ قرطاس و دراہم (43) فتنہ مساوات عن النبی (44) فتنہ حرکت زمین
- (45) فتنہ خروج نساء برائے زیارت قبور (46) فتنہ امکان ظلی نبی (47) فتنہ صلاۃ جنازۃ الغائب
- (48) فتنہ نکاح مع المرتدین (49) فتنہ عدم جواز تعصین فاتحہ (50) فتنہ تحقیق رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
- (51) فتنہ عدم اعتقاد اختیار انبیاء و اولیاء (52) فتنہ نفاذ شرک در باب ندا و استغاثہ (53) فتنہ نفاذ شرک فی الاسماء
- (54) فتنہ خلافت کمیٹی (55) فتنہ تنازعہ در رؤیت ہلال (56) فتنہ فرق بین شریعت و طریقت
- (57) فتنہ اکل اشیاء حرام عن الذبیحہ (58) فتنہ حرمت ذبیحہ لاولیاء۔

الغرض مذکورہ بالا فتنوں کے علاوہ سینکڑوں دیگر فتنے بھی عام ہو چکے تھے، بعض کا تعلق اصول دین سے تھا اور بعض کا تعلق فروع دین سے تھا۔ بعض فتنے ۱۔ اہلسنت و جماعت کے کھلانے والے افراد کے اٹھائے ہوئے تھے اور بقیہ اکثر فتنے عقائدِ باطلہ ضالہ ۲۔ پر مشتمل فرقوں کی جانب سے اٹھائے گئے تھے جن میں کے اکثر کا تعلق اصل دین سے تھا۔ یعنی کہ اس کے ماننے یا نہ ماننے کی وجہ سے ایمان اور کفر کے احکام صادر ۳۔ ہونے کا مدار ۴۔ تھا۔ ہر روز کوئی نہ کوئی فتنہ رونما ہوتا تھا۔ کسی فتنے کا موجد ۵۔ کوئی مولوی ہے، کسی کا بانی کوئی پیر زادہ ہے، کسی کا مؤید ۶۔ کوئی سیاسی لیڈر ہے، کسی کا حامی کوئی اہل ثروت ہے، کسی کا ناصر کوئی حاکم ہے، کسی کا ناشر کوئی ادیب ہے، کسی کا معین ۷۔ کوئی صاحب اقتدار ہے، کسی کا منس ۸۔ کوئی صوفی ہے، کسی کا مددگار کوئی سجادہ نشین ہے، کسی کا محرک کوئی سیاسی لیڈر ہے، کسی کا سرپرست کوئی مذہبی رہنما ہے، کسی کا قائد کوئی خادم قوم ہے، کسی کا والی کوئی نواب ہے، کسی کا مقوی ۹۔ کوئی ماہر فن ہے، کسی کا مخیل ۱۰۔ کوئی منطقی ہے، کسی کا مہدی ۱۱۔ کوئی فلسفی ہے، کسی کا کیما ساز ۱۲۔ کوئی سائنسدان ہے، الغرض ساج ۱۳۔ کے ہر طبقے سے کوئی نہ کوئی بانی فتنہ سامنے تھا۔ ان کے زیر اثر لوگ اپنی حسب استطاعت اس کی تشہیر کرتے تھے۔ عوام عجیب ذہنی الجھن میں مبتلا تھے۔ ہر طرف اپنے عقائدِ باطلہ و نظریاتِ فاسدہ کی صحت و صداقت ثابت کرنے کیلئے قرآن و حدیث سے غلط استدلال کیا جا رہا تھا۔ سلف صالحین کی کتب معتبرہ و معتبرہ کی عبارات کو توڑ مروڑ کر اپنے مفاد کا مفہوم نکالنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔ حق اور باطل کا فرق کرنا دشوار ہو گیا تھا۔ ماحول اتنا پراگندہ ۱۴۔ ہو گیا تھا کہ اہل فہیم و بصیرت ۱۵۔ رور و کر بارگاہِ خداوندی میں دست بدعا تھے۔ گڑگڑا کر ملتی ۱۶۔ تھے کہ کوئی مرد مجاہد اٹھ کھڑا ہو اور ان فتنوں کا قلع قمع کرے۔

الحمد للہ! اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوبِ اعظم و اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمتِ مرحومہ ۱۷۔ کی رہنمائی کیلئے اپنا ایک بندہ خاص منتخب فرمایا اور اسے علوم و فنون میں کمالِ مہارت عطا فرما کر مجدد کے اعلیٰ منصب پر فائز و سر فرما فرمایا۔

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ رحمۃ وارضوان کے دور میں مذکورہ بالا جو فتنے رائج تھے اس کا تدارک و تعاقب آپ نے ایسے حسنِ اسلوبی سے فرمایا کہ جس کی نظیر نہیں ملتی۔ آپ نے اپنی معرکہ الآراء تصانیف میں علوم و فنون کے جو دریا بہائے ہیں اسکی گہرائی ابھی تک کوئی ناپ نہ سکا۔ یہاں تک کہ تمام فرقہ باطلہ متحد و مجتمع ہو کر بھی امام احمد رضا کے سامنے علمی جنگ میں ٹھہر نہ سکے۔ انہیں مجبور ہو کر اپنے ہتھیار ڈال دینے پڑے، میدانِ علم کی یلغار سے راہ فرار اختیار کرنے والے ندامت و انتقام کی آگ میں جل رہے تھے اور تڑپ رہے تھے مگر کیا کریں؟ اور کیا کر سکتے تھے؟ کیونکہ ان کے دلائل ضعیفہ نرم لوہے کی تلوار کی مانند کند ۱۸۔ ہو چکے تھے

۱۔ قسادات ۲۔ بھٹکا ہوا ۳۔ نافذ ہونا ۴۔ انحصار ۵۔ ایجاد کرنے والے ۶۔ تائید کرنے والا ۷۔ مددگار ۸۔ ساتھی ۹۔ قوت دینے والا ۱۰۔ خیال کرنے والا ۱۱۔ رہنما ۱۲۔ کیسیا بنانے والا ۱۳۔ معاشرہ ۱۴۔ پریشان ۱۵۔ دانائی ۱۶۔ درخواست کرنے والا ۱۷۔ رحمت کی گئی ۱۸۔ کامل

برائین ۱۔ باطلہ کے نیزے ٹوٹ گئے تھے۔ کلک ۲۔ رضا 'ذوالفقار حیدری' ۳ کے جوہر دکھا رہا تھا۔ جو بھی اس کی زد میں آتا تھا وہ آنا فنا گا جڑ، مولیٰ کی طرح کٹ کر تڑپنے لگتا تھا۔ جیش ۴۔ جبار کے اس عظیم مجاہد کی تاب نہ لاسکتے والوں نے اب بزدلانہ و منافقانہ راہ اختیار کی اور ایک منظم و مستحکم سازش کے تحت بے بنیاد، غلط، جھوٹے، مصنوعی، اختراعی ۵، قیاسی، خوابی، اتہاسی ۶ اور الزامی بہتان کے تیروں سے آپ کے دامن کو چھلنی کرنا شروع کیا۔ اپنی تمام جماعتی، تنظیمی، تصنیفی، اجتماعی، اشاعتی، صحافتی، تعلیمی، تدریسی، علمی، عملی، مالی، ملکی، ثروتی، سیاسی، سماجی، قومی، قلمی، فعلی اور جانی توجہات کو اپنی تمام تر قوت، طاقت، صلاحیت، وسائل اور اقتدار کے تعاون کے ساتھ صرف امام احمد رضا کی جانب مرکوز کیا اور غایت ۷۔ درجہ کوشاں ۸۔ رہے کہ کسی نہ کسی طرح احمد رضا کو غلط و بے بنیاد پروپیگنڈوں کا شکار بنا کر ان کی علمی اور بین الاقوامی شخصیت کو مجروح کر دیا جائے کیونکہ اس کے علاوہ ان لوگوں کے پاس کوئی چارہ نہ تھا کیونکہ امام احمد رضا کے علم کا لوہا مسلم تھا، عرب و عجم کے علماء کے مابین آپ کے علم کا چرچا تھا۔ آپ آسمانِ علم میں درخشاں ۹۔ آفتاب کی مانند چمک و دمک رہے تھے۔

اب یہاں پر ایک اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ صرف امام احمد رضا محدث بریلوی کے خلاف اتنے وسیع پیمانے پر مہم چلانے کی وجہ کیا ہے؟ حالانکہ اگر تاریخی دستاویز ۱۰ کی روشنی میں ہم اس کی تفتیش اور تحقیق کریں گے تو یہ حقیقت منکشف ۱۱ ہوگی کہ امام احمد رضا محدث بریلوی کی پیدائش سے قبل بہت سے علمائے حق نے فرقہ و ہابیہ نجدیہ ضالہ ۱۲ کے رد و ابطال ۱۳ میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ لیکن ان تمام محترم و معظم علمائے اسلام سے قطع ۱۴ نظر تمام فرقہ باطلہ اور خصوصاً فرقہ نجدیہ و ہابیہ دیوبندیہ کے ملک ۱۵ فکر نے صرف امام احمد رضا کو ہی نشانہ کیوں بنایا ہے؟ اس سوال کا صحیح حل حاصل کرنے کیلئے ہمیں تاریخ کے کچھ صفحات کو نٹولنا پڑیگا۔

۱۔ جھوٹی دلیلیں ۲۔ قلم ۳۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار کا نام ۴۔ اللہ تعالیٰ کا لشکر ۵۔ نئی بات نکلنا ۶۔ روایتی ۷۔ انتہائی ۸۔ کوشش کرنے والا ۹۔ چمکتا ہوا ۱۰۔ کسی معاملے کا تحریری ثبوت ۱۱۔ ظاہر ہونا ۱۲۔ گمراہ ۱۳۔ تردید اور جھوٹ کرنا ۱۴۔ اس کے سوا ۱۵۔ کسی خاص خیال یا نظریہ کے لوگوں کا گروہ

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کے خلاف جو غلط الزامات عائد کئے گئے ہیں

ان میں سے سرفہرست الزامات ہیں، وہ حسب ذیل ہیں:-

☆ مولانا احمد رضا خاں بریلوی ایک تنگ نظر، کم علم، جھگڑالو، اور بات بات میں کفر کا فتویٰ صادر کرنے کی عادت رکھنے والے شخص تھے۔

☆ مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے علمائے دیوبند کے ساتھ جو اختلافات کئے تھے وہ تمام اختلافات میلاد، قیام، نذرو نیاز، عرس، فاتحہ اور خانقاہی اقتدار کی بنیاد پر مشتمل ہیں۔

حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی نے صرف تعظیم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور توہین رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بنیاد پر علمائے دیوبند سے اختلاف کیا تھا کیونکہ اسی پر ایمان اور کفر کا دارومدار ہے۔ یہ اور بات ہے کہ ان اصولی اختلافات کے علاوہ بہت سے فروعی اختلافات بھی ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ تعظیم انبیاء و اولیاء کی بنیاد پر صدیوں سے اہل اسلام جو جائز اور مستحب کام کرتے چلے آئے ہیں ان تمام افعال کو وہابی دیوبندی مکتب فکر نے بدعت، ناجائز، حرام، کفر اور شرک کے فتوے دیئے، اس حقیقت کو ہم تفصیل کے ساتھ پیش کرتے ہیں تاکہ قارئین حضرات اسے بخوبی سمجھ لیں۔

بریلوی دیوبندی اختلاف

بریلوی، دیوبندی مکتب فکر کے مابین اختلافات کی بنیاد کیا میلاد، قیام، نذرو نیاز، عرس، فاتحہ، تیجہ، دسواں، چالیسواں وغیرہ ہے؟ کیا انہیں وجوہات کی بنا پر امام احمد رضا محدث بریلوی نے علمائے دیوبند سے اختلاف کیا تھا؟ نہیں..... بلکہ اس کی گواہی دیوبندی مکتبہ فکر کے ایک ذمہ دار مصنف اور مناظر مولوی منظور نعمانی کی زبانی سنیں۔ مولوی منظور نعمانی کی حیثیت علمائے دیوبند کے صفِ اوّل کے عالم کی ہے اور ان کا شمار علمائے دیوبند کے اکابرین میں ہوتا ہے، ایک اہم حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے جناب نعمانی صاحب رقمطراز ہیں کہ: 'شاید بہت سے لوگ ناواقف سے یہ سمجھتے ہیں کہ میلاد، قیام، عرس، قوالی، فاتحہ، تیجہ، دسواں، بیسواں، چالیسواں، برسی وغیرہ رسوم کے جائز و ناجائز اور بدعت و غیر بدعت ہونے کے بارے میں مسلمانوں کے مختلف طبقوں میں جو نظریاتی اختلاف ہیں، یہی دراصل دیوبندی اور بریلوی اختلاف ہیں مگر یہ سمجھ صحیح نہیں ہے کیونکہ مسلمانوں کے درمیان ان مسائل میں یہ اختلاف تو اس وقت سے ہے جب کہ دیوبند کا مدرسہ قائم نہ ہوا تھا اور نہ مولوی احمد رضا خاں صاحب پیدا ہوئے تھے، اسلئے ان مسائل کو دیوبندی، بریلوی اختلاف نہیں کہا جاسکتا۔ علاوہ ازیں ان مسائل کی حیثیت فریق کے نزدیک بھی ایسی نہیں کہ ان کے ماننے، نہ ماننے کی وجہ سے کسی کو کافریا اہلسنت سے خارج کیا جاسکے۔'

'فیصلہ کن مناظرہ مصنف مولوی منظور نعمانی ناشر: کتب خانہ الفرقان، کچہری روڈ، لکھنؤ، صفحہ: ۶۵

مذکورہ بالا عبارت سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ میلاد، فاتحہ، قیام، عرس وغیرہ کی بنیاد پر دیوبندی، بریلوی اختلافات کو قیاس نہیں کہا جاسکتا۔ تو اب سوال یہ اٹھا ہے کہ اختلاف کی بنیاد کیا ہے؟ اور ان بنیادی اختلافات کی ابتدا کب ہوئی؟ اور کس نے کی؟ آئیے تاریخ کے حقائق و شواہد کی روشنی سے اس سوال کا جواب ڈھونڈیں لیکن اس میں ہم ایک پابندی یہ کریں گے کہ حوالہ صرف مکتبہ فکر دیوبندی کی کتاب سے اخذ کریں گے تاکہ کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ ہمارے مخالفین نے ہمیں بدنام کرنے کیلئے لکھ مارا ہے۔

تاریخ کے صفحات الٹنے سے پتہ چلے گا کہ فرقہ نجدیہ و ہابیہ کی بنیاد محمد بن عبدالوہاب نجدی نے رکھی اور ایک کتاب عربی زبان میں بنام 'التوحید' تصنیف کی، اس کتاب میں اس نے انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی شان میں جی بھر کے گستاخیاں کیں۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ 'تقویت الایمان' کے نام سے مولوی اسماعیل دہلوی نے برطانوی حکومت کے ایماء و اشارے و نیز مالی تعاون سے کیا اس کتاب کو پورے ہندوستان میں پھیلا دیا گیا۔ اس کتاب میں جو مضامین تھے وہ اتنے گستاخانہ تھے کہ پورے ہندوستان میں اس کی وجہ سے اختلافات شروع ہو گئے۔

ایک حوالہ ملاحظہ فرمائیں:-

خان صاحب نے فرمایا کہ مولوی اسماعیل صاحب نے تقویت الایمان اول عربی میں لکھی تھی چنانچہ اس کا ایک نسخہ مولوی نصر اللہ خاں خورجوئی کے کتب خانہ میں بھی تھا۔ اس کے بعد مولانا نے اسے اردو میں لکھا اور لکھنے کے بعد اپنے خاص خاص لوگوں کو جمع کیا جن میں سے سید صاحب، مولوی فرید الدین مراد آبادی، مومن خاں، عبداللہ خاں علوی بھی تھے اور ان کے سامنے تقویت الایمان پیش کی گئی اور فرمایا کہ میں نے یہ کتاب لکھی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آگئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے۔ مثلاً ان امور کو جو شرک خفی ۱ تھے شرک جلی ۲ لکھ دیا گیا ہے، ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت سے شورش ۳ ضرور ہوگی۔ اگر میں یہاں رہتا تو ان مضامین کو آٹھ دس برس میں بتدریج ۴ بیان کرتا لیکن اس وقت میرا ارادہ حج کا ہے اور وہاں سے واپسی کے بعد عزم جہاد ہے، اس لئے اس کام سے معذور ہوں اور میں دیکھتا ہوں کہ دوسرا اس بار کو اٹھائے گا نہیں اس لئے کہ میں نے یہ کتاب لکھ دی ہے، گو اس سے شورش ہوگی مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کے خود ٹھیک ہو جائیں گے۔ میرا خیال ہے اگر آپ حضرات کی رائے اشاعت کی ہو تو اشاعت کی جاوے، ورنہ اسے چاک کر دیا جاوے۔ اس پر ایک شخص نے کہا کہ اشاعت تو ضرور ہونی چاہئے مگر فلاں فلاں مقام پر ترمیم ۵ ہونی چاہئے۔ اس پر مولوی عبدالحی صاحب، شاہ اسحاق صاحب اور عبداللہ خاں و مومن خاں نے مخالفت کی اور کہا کہ ترمیم کی ضرورت نہیں۔ اس پر آپس میں گفتگو ہوئی اور گفتگو کے بعد بالاتفاق یہ طے پایا کہ ترمیم کی ضرورت نہیں ہے اور اسی طرح شائع ہونی چاہئے چنانچہ اسی طرح اس کی اشاعت ہو گئی۔

'ارواحِ ملطہ' مرتب: مولوی ظہور الحسن کسولوی ناشر: کتب خانہ امداد الغریاء، سہارنپور (یو۔ پی)

باب ۶، حکایت ۵۹، صفحہ ۸۰

’ارواحِ ثلاثہ‘ کی مندرجہ بالا عبارت کو ایک مرتبہ نہیں بلکہ کئی مرتبہ توجہ اور غور و فکر کے ساتھ ملاحظہ فرمائیے خصوصاً وہ جملہ کہ ’ان امور کو جو شرکِ خفی تھے شرکِ جلی لکھ دیا گیا ہے‘ جس کا مطلب صاف ہے کہ اس کتاب میں حد سے زیادہ تشدد اور زیادتی کی گئی ہے کیونکہ جو امور شرکِ خفی ہیں وہ یقیناً مذموم ^۱ مغضوب ^۲ معتبوب ^۳ اور ناپسندیدہ ضرور ہیں لیکن اس کے ارتکاب سے مرتکب ^۴ دائرہ اسلام سے خارج اور زمرہ ^۵ مشرکین میں شامل نہیں ہو جاتا، مثلاً حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ **الرِّیَاءُ شِرْكَ خَفِیٍّ** یعنی ریا کاری پوشیدہ شرک ہے۔ ’ریا کاری‘ یعنی کہ دکھاوے کیلئے عبادت کرنی یا خود کا شمار متقی، پرہیزگار اور عبادت گزار میں ہو اس نیت سے دکھاوے کیلئے لوگوں کے سامنے عبادت کرنا، اعمالِ صالحہ کرنا یا اس کا ذکر کرنا، احادیث میں ریا کاری کی سخت مذمت کی گئی ہے۔ سخت سے سخت وعیدیں اس کے تعلق سے بیان کی گئی ہیں، یہاں تک بیان کیا گیا ہے کہ ریا کار شخص کی عبادت مقبول نہیں بلکہ مردود ہوتی ہے۔ ایسا شخص ثواب کی بجائے عذاب کا مستحق ہوتا ہے، نیکی کے بدلے گناہ پاتا ہے، لیکن ایسا شخص اسلام سے خارج نہیں ہوتا اور نہ ہی اس پر شرک کا اطلاق کیا جاسکتا ہے۔ البتہ وہ شخص اپنی ریا کاری کی وجہ سے گنہگار ضرور ہے۔ لیکن اس پر شرک کا فتویٰ صادر نہیں کیا جائے گا، افسوس کہ مولوی اسماعیل دہلوی نے ایسے مرتکب کو شرکِ جلی کا مجرم قرار دیکر شرک کے فتوؤں کی ’مشین گن‘ چلا دی۔

ایک اور امر بھی غور طلب اور لائقِ توجہ ہے کہ کتاب کے مصنف کو بھی اس بات کا اعتراف ہے کہ میں نے اس کتاب میں تشدد برتا ہے اور اپنے اس تشدد کے نتائج کا اندیشہ و خطرہ بھی ظاہر کر دیا ہے کہ ’اس کی اشاعت سے شورش ضرور ہوگی‘ صرف شورش ہوگی نہیں کہا بلکہ ’ضرور‘ لفظ کے اضافے سے یقین کے درجے میں بات کہی جا رہی ہے کہ اس کتاب کی اشاعت مسلمانوں کے مابین شورش کا باعث بنے گی۔ لیکن مصنف کی شقاوتِ قلبی ^۱ کا کیا کہنا کہ اس شورش کو جو کہ مسلمانوں کے درمیان پھیلنے والی تھی اس کو کتنے ہلکے پھلکے انداز میں نظر انداز کرتے ہوئے کہا کہ ’مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے‘۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بقول مصنف لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جانے والے لوگ کون تھے؟ کیا تقویۃ الایمان کتاب کی اشاعت سے ہندو مسلم فسادات ہونے والے تھے؟ یا سکھ مسلم یا سکھ ہندو کے درمیان قومی ^۲ تناؤ اور جنگ ہونے والی تھی؟ نہیں..... کیونکہ اس کتاب کی اشاعت سے دیگر مذاہب کے لوگوں کو کوئی سروکار ^۳ نہ تھا، ہاں! اگر نسبت تھی تو صرف مسلم قوم کو تھی، کیونکہ یہ کتاب قرآن اور حدیث کے حوالوں سے لکھی گئی تھی۔ قرآن و حدیث سے غلط استدلال ^۴ کر کے ان امور پر کاری ^۵ ضرب لگائی گئی تھی جو صدیوں سے ملتِ اسلامیہ میں ایمانی اور اسلامی افعال کی حیثیت سے رائج تھے۔ اس کتاب میں انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی شان میں

۱۔ برا ۲۔ غضب کیا گیا ۳۔ وہ جس پر عتاب کیا جائے ۴۔ کسی فعل کا کرنے والا ۵۔ گروہ ۶۔ پتھر والی بے کھچاؤ ۷۔ تعلق نہ ہو ۸۔ دلیل لانا ۹۔ بھاری

جو گستاخانہ جملے لکھے گئے تھے وہ نہ صرف کسی بھی مومن کے لئے ناقابل برداشت تھے، بلکہ انبیاء و اولیاء سے محبت کا اظہار کرنے والے جائز اور مستحب کاموں کے کرنے والے لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں اہل ایمان کو یک لخت مشرک قرار دیکر ایک عظیم فتنہ برپا کیا گیا تھا لہذا قوم مسلم کی اکثریت نے اس کتاب کی مخالفت کی اور ہر جگہ اس کتاب کی وجہ سے فتنہ و فساد شروع ہو گئے۔ گھر گھر میں خانہ جنگی، محلوں میں تناؤ، مسجدوں میں مار پیٹ، مدرسوں میں لڑائی، برادری میں تنازعہ، دوستوں میں تضاد و رائے، بھائی بھائی میں نظریاتی اختلافات، باپ بیٹے میں عقائدی تصادم وغیرہ یہ سب کچھ صرف مولوی اسماعیل دہلوی کی رسوائے زمانہ کتاب ’تقویۃ الایمان‘ کی بدولت ہوا، اس وقت سے لیکر آج تک قوم مسلم، مذہب کے نام پر آپسی جنگ میں ایسی منہمک ہے کہ وہ اپنی ترقی کی جانب نظر التفات کرنا بھی بھول گئی اور ایک عظیم فتنہ جو قیامت تک کے لئے ملت اسلامیہ کے اتحاد کو ناسور ۱ کی حیثیت سے ملیا میٹ کر رہا ہے وہ صرف اس کتاب کی وجہ سے ہوا، لیکن وائے حسرت ۲ کتاب کا سنگدل مصنف کتنی بے غیرتی سے کہہ رہا ہے ’لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے‘ ٹھیک کیا ہوں گے! بلکہ ملت کا اتحاد ٹھکانے لگا دیں گے‘ بے غیرت مصنف کی بے جا توقع نا تمام رہی۔

خیر! جو ہونا تھا وہ ہوا، کتاب کی اشاعت کے مضر ۳ اثرات ہمارے سامنے ہیں، اس وقت کے جو حالات تھے اس کا جائزہ لینے کیلئے ایک عبارت ملاحظہ فرمائیں: (خود مولوی ابوالکلام آزاد نے اعتراف کیا ہے کہ).....

’مولانا اسماعیل شہید، مولانا منور الدین کے ہم درس تھے، شاہ عبدالعزیز کے انتقال کے بعد جب انہوں نے ’تقویۃ الایمان‘ اور ’جلاء العینین‘ لکھیں اور ان کے مسلک کا ملک بھر میں چرچا ہوا تو تمام علماء میں ہلچل پڑ گئی۔‘

’آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی‘ مولفہ مولوی عبدالرزاق طبع آبادی، ناشر: مکتبہ ظلیل، اردو بازار، لاہور (پاکستان)، صفحہ: ۴۸

پورے ملک میں آگ لگ گئی، عوام کے ساتھ ساتھ علماء میں کھرام مچ گیا۔ ’تقویۃ الایمان‘ کی اشاعت میں انگریزوں نے بھرپور مالی تعاون کیا۔ یہ کتاب بڑی بھاری تعداد میں چھاپ کر ملک کے گوشے گوشے اور کونے کونے تک پہنچائی گئی۔ اس کتاب نے ملت اسلامیہ کے لوگوں کے دل کا چین اور رات کی نیند تک چھین لی۔ قوم اسلام کا اتحاد و اتفاق چکنا چور ہو گیا، لوگ ایک عجیب ذہنی ۴ الجھن کا شکار تھے کیونکہ تقویۃ الایمان میں آیت قرآنی اور احادیث نبوی کے تراجم و مفہوم کو توڑ مروڑ کر غلط اور اپنی حسب منشاء ۵ تاویلات ۶ کی گئی تھیں۔ سادہ لوح مسلم، قرآن وحدیث کے نام سے متاثر و مرعوب ہو کر بہکاوے میں آ گئے اور گمراہیت کے سیلاب میں بہہ گئے، نتیجتاً لاکھوں کی تعداد میں لوگ ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے اور ایک نیا فرقہ بنام ’نجدی و بابی فرقہ‘

۱ وہ زخم جو ہمیشہ رستار ہوتا ہے اور اچھا نہیں ہوتا ۲ ہائے افسوس ۳ نقصان پہنچانے والے ۴ مطلب کے مطابق ۵ ظاہری مطلب سے کسی بات کو پھیر دینا

سرزمین ہندوستان میں نمودار ہوا۔ ملک کا ماحول نے مذہب کی گندگی سے آلودہ ہو گیا تھا۔ لوگ بے چین تھے، پریشان تھے، مضطرب تھے، مغموم تھے، ہش و پنج میں تھے، تذبذب میں تھے، ایسے پراگندہ ماحول میں علمائے حق کی ایک جماعت اٹھ کھڑی ہوئی اور اس جماعت کے علماء اصلاء کلمۃ الحق کا فریضہ انجام دیتے ہوئے وہابی نجدی فتنے کا سدباب کرنے کیلئے گرم جوشی سے میدانِ عمل میں آئے اور اپنی حسب استطاعت خدمات انجام دیں جس کی تفصیل اختصار کے ساتھ پیش خدمت ہے:-

مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب 'تقویۃ الایمان' کے رد میں اس وقت تقریباً تیس سے زائد کتابیں تصنیف کی گئیں اور متعدد علماء کرام نے تردیدی کارنامے انجام دیئے۔ ان علمائے کرام میں سے چند مشہور و معروف علمائے حق کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:-

۱۔ امام منطق و فلسفہ حضرت علامہ مفتی فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جنہوں نے اسماعیل دہلوی سے ۱۲۴۰ھ میں دہلی کی جامع مسجد میں مناظرہ کیا اور مولوی اسماعیل دہلوی کو شکست فاش دی۔ علاوہ ازیں آپ نے اسماعیل دہلوی کے رد میں المبتاع العظیم ^۱ اور تحقیق الفتویٰ فی البطل الطغویٰ ^۲ کتابیں لکھیں۔

۲۔ مولوی ابوالکلام آزاد کے والد حضرت مولانا خیر الدین علیہ الرحمۃ نے دس مہسوط جلدوں میں رحم الشیاطین ^۳ کے نام سے تقویۃ الایمان کا رد لکھا۔

۳۔ حضرت مولانا فضل رسول بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تقویۃ الایمان کے رد میں سوط الرحمن ^۴ اور سیف الجبار ^۵ کتابیں لکھیں۔

۴۔ حضرت مولانا مفتی صد الدین آزاد۔

۵۔ حضرت مولانا منور الدین دہلوی جنہوں نے اسماعیل دہلوی سے مناظرہ کیا، متعدد کتابیں تصنیف فرمائیں اور حرمین شریفین سے فتویٰ منگوا یا۔

۶۔ حضرت مولانا رشید الدین دہلوی۔ ۷۔ حضرت مولانا مخصوص اللہ دہلوی۔

۸۔ حضرت علامہ رحمۃ اللہ کیرانوی۔ ۹۔ حضرت مولانا شجاع الدین خاں۔

۱۰۔ حضرت مولانا شاہ محمد موسیٰ۔ ۱۱۔ حضرت مولانا عبدالغفور اخوند پیر طریقت۔

۱۲۔ حضرت مولانا میاں نصیر احمد سواتی۔ ۱۳۔ حضرت مولانا حافظ دراز پیشاوری کی شرح بخاری شریف۔

۱۴۔ حضرت مولانا محمد عظیم اخوند سواتی۔ ۱۵۔ حضرت مولانا شاہ احمد سعیدی مجددی۔

۱۶۔ حضرت مولانا شادہ عبدالجید بدایونی۔ ۱۷۔ حضرت مولانا کفایت اللہ کافی مراد آبادی۔

۱۔ نمونہ کارو کنا ۲۔ سرکشی کو باطل کرنے میں فتویٰ کی تحقیق ۳۔ شیطانوں کو سگسار کرنا ۴۔ اللہ و دہل کا کوڑا ۵۔ اللہ تعالیٰ کی تلوار

علاوہ ازیں ملک کے طول و عرض سے متعدد علمائے کرام نے وہابی نجدی فرقہ کے رد میں اپنی ناقابل فراموش خدمات پیش کیں۔ مولوی اسماعیل دہلوی اور اس کے ہم عقیدہ عناصر پر کفر کے فتوے صادر فرمائے۔ ایک اقتباس ہدیہ ناظرین ہے:

’ان کے رد میں سب سے زیادہ سرگرمی بلکہ سربراہی مولانا منور الدین نے دکھائی۔ متعدد کتابیں لکھیں اور ۱۲۴۰ھ والا مشہور مباحثہ جامع مسجد دہلی میں کیا۔ تمام علمائے ہند سے فتویٰ مرتب کرایا، پھر حرمین سے فتویٰ منگایا۔‘

’آزادی کہانی خودآزادی رہائی‘ مولفہ: مولوی عبدالرزاق طبع آبادی، ناشر: مکتبہ خلیل، لاہور (پاکستان)، صفحہ: ۴۸

ہندوستان اور حرمین شریفین کے علمائے کرام نے عقائد و ہابیہ نجدیہ کے خلاف فتویٰ صادر فرما کر ملت اسلامیہ کی عظیم خدمت انجام دی اور سادہ لوح مسلمانان ہند کو ان کے دام فریب ۱ سے بچایا۔ حضرت مولانا منور الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر پر خدا کی رحمت کے کروڑوں پھول قیامت تک نازل ہوں کہ انہوں نے ملت اسلامیہ کی خدمت کیلئے تمام علمائے حق کو متحد کیا، ان علماء سے عقائد باطلہ ضالہ نجدیہ کے خلاف فتویٰ مرتب کرایا۔ یہاں تک کہ حرمین شریفین سے فتویٰ منگایا۔ ان کا یہ احسان مسلمانان اہلسنت قیامت تک یاد رکھیں گے۔

علمائے ہند اور علمائے حرمین شریفین کے فتاویٰ نے فرقہ نجدیہ و ہابیہ کے عقائد باطلہ ضالہ سے عوام کو متنبہ ۲ اور متنفر ۳ کر دیا۔ ان کی بے دینی ظاہر ہو گئی۔ عوام اب ان کے کفریات سے مطلع ہو کر ان کو ذلت و حقارت کی نظر سے دیکھ رہے تھے۔ وہابی اب قوم مسلم سے کٹ کر الگ ہو گئے تھے کیونکہ اب علماء و عوام، وہابیوں کے حق میں اتنے سخت تھے کہ ان کی سختی کا اندازہ مولوی عبدالکلام آزاد کے والد مرحوم حضرت مولانا خیر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نظریات سے ہو جائے گا۔ خود مولوی ابوالکلام آزاد نے اپنے والد کے نظریات کا تذکرہ اس طرح کیا ہے کہ.....

’وہ وہابیوں کے کفر پر وثوق کے ساتھ یقین رکھتے تھے۔ انہوں نے بارہا فتویٰ دیا کہ وہابیہ یا وہابی کے ساتھ نکاح جائز نہیں۔‘

’آزادی کہانی خودآزادی رہائی‘ مولفہ: مولوی عبدالرزاق طبع آبادی، ناشر: مکتبہ خلیل، لاہور (پاکستان)، صفحہ: ۱۳۵

اب ہم پھر ایک مرتبہ تاریخ کوٹنولیس مذکورہ بالا حالات اور ماحول ۱۲۴۰ھ اور ۱۲۴۶ھ کے درمیان کا ہے کیونکہ مولوی اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان ۱۲۴۰ھ میں تصنیف کی تھی اور مولوی اسماعیل کو صوبہ پنجاب اور سرحد کے سنی مسلمانوں نے بمقام بالاکوٹ ۱۲۴۶ھ میں قتل کر دیا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنے عقائد و ہابیہ کی سرحد میں تشہیر کی تو سرحد کے سنی مسلمانوں نے اس کا انکار کیا اور مخالفت کی تو مولوی اسماعیل دہلوی نے کفر کا فتاویٰ دے کر ان پر جنگ مسلط کر دی، اسی جنگ میں وہ مارا گیا۔

اب ہم تاریخی شواہد کی روشنی میں ایک اہم مرحلہ پر آ پہنچے ہیں اور وہ یہ ہے کہ.....

- ☆ مولوی اسماعیل دہلوی کی پیدائش : ۱۲ ربیع الثانی ۱۱۹۳ھ
- ☆ مولوی اسماعیل دہلوی کی موت : ۲۴ ذی الحجہ ۱۲۴۶ھ
- ☆ امام احمد رضا محدث بریلوی کی پیدائش : ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ
- ☆ امام احمد رضا محدث بریلوی کا وصال : ۲۵ صفر ۱۳۳۰ھ

مذکورہ حقیقت کی بناء پر مولوی اسماعیل دہلوی کی موت اور امام احمد رضا محدث بریلوی کی پیدائش کے درمیان '26 سال' کا فاصلہ ہے اور 1240ء میں جب تقویۃ الایمان شائع ہوئی اور علمائے حق نے فرقہ وہابیہ نجدیہ کے عقائد باطلہ پر کفر کا فتویٰ صادر فرمایا وہ وقت امام احمد رضا محدث بریلوی کی پیدائش سے 'تقریباً 32 سال قبل' کا تھا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ۱۲۴۰ھ میں سب سے پہلے وہابیوں پر کفر کا فتویٰ دینے والے اس وقت کے علمائے حق کیا 'بریلوی' تھے؟ کیا انہوں نے امام احمد رضا محدث بریلوی کے کہنے، اکسانے، مشتعل کرنے اور بہکانے کی وجہ سے کفر کا فتویٰ دیا تھا؟ نہیں..... ہرگز نہیں، کیونکہ جب یہ فتویٰ دیا گیا تھا اس وقت تک امام احمد رضا اس دنیا میں تشریف بھی نہیں لائے تھے بلکہ اس فتویٰ کے تقریباً ۳۲ سال کے بعد آپ کی ولادت ہوئی ہے۔

ایک اہم بات کی وضاحت یہاں پر کر دینا اشد ضروری ہے کہ ۱۲۴۰ھ میں علمائے اسلام نے فرقہ وہابیہ نجدیہ پر کفر کا جو فتویٰ دیا تھا، وہ فتویٰ دینا ایسا ضروری تھا کہ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ ہی نہ تھا۔ ملت اسلامیہ پر اٹھ کر آنے والے نجدی فتنہ کے سیلاب کے سامنے وہ فتویٰ آہنی دیوار کی حیثیت رکھتا تھا۔ اس وقت ماحول یہ تھا کہ مولوی اسماعیل دہلوی اور اس کے ہمواؤں کے بے اعتماد لیاں حد سے تجاوز کر گئی تھیں۔ لاکھوں کی تعداد میں مسلمان اہلسنت کو کافر اور مشرک قرار دیکر ان کے اموال کو لوٹنا اور ان کو بے دردی اور بے رحمی سے موت کے گھاٹ اتارنا ایک معمولی بات تھی۔ بے تھوڑ مسلمانوں پر یہ ظلم و ستم اس لئے روا رکھتے تھے کہ انہوں نے وہابی نجدی عقائد تسلیم کرنے سے انکار کیا تھا۔ ایک تاریخی دستاویز پیش خدمت ہے:-

'۱۸۳۰ء میں سید احمد بریلوی اور محمد اسماعیل دہلوی نے پیشاور، مردان اور سوات کی مسلم آبادی کو بروز شمشیر محکوم بنا کر سردار پائندہ خان کو پیغام بھجوائے اور خود مل کر بیعت کی دعوت دی۔ جب وہ بیعت پر تیار نہ ہوا تو سید صاحب نے اس پر کفر کا فتویٰ لگا کر چڑھائی کر دی۔'

'تاریخ تاولیاں' مصنف سید مراد علی علیگڑھ ناشر: مکتبہ قادریہ، لاہور (پاکستان)، صفحہ نمبر ۲، از محمد عبدالقیوم جلال

صرف بیعت نہ کرنے کے جرم میں کتنی بڑی سزا دی جا رہی ہے، سردار پائندہ خان کا جرم کیا تھا؟ صرف یہی کہ اس نے وہابی نجدی کے عقائد قبول کرنے اور وہابیوں کے پیشوا کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے انکار کیا۔ گویا کفر کا فتویٰ لگانا ایک معمولی بات تھی کہ دھڑاک سے لگا دیا؟ کیا اپنی ٹولی اور گروہ میں شمولیت سے انکار کرنے والے کو اس طرح کفر کے فتوے سے نوازنا مناسب ہے؟ صرف سردار پائندہ خان ہی نہیں بلکہ سرحدی علاقے میں بسنے والے بیٹار مسلمان عوام اور ان قبائل کے سردار بھی اسی طرح وہابی نجدی لشکر کے ظلم و تشدد کا نشانہ بنے تھے۔ بے گناہ اور بے قصور مسلمانوں کو اپنا شکار بنانے کیلئے وہابیوں کے مقتداء ۱ کیسی کیسی ترکیبیں اور حیلے بہانے ایجاد کرتے تھے۔ ملاحظہ فرمائیں:-

’یہاں پر دو معاملے درپیش ہیں، ایک تو مفسدوں اور مخالفوں کا ارتداد ثابت کرنا اور قتل و خون کے جواز کی صورت نکالنا اور ان کے اموال کو جائز قرار دینا۔‘

’مکتوبات سید احمد شہید‘ (اردو ترجمہ)، مترجم سخاوت مرزا ناشر: نفیس اکیڈمی کراچی، (پاکستان)، صفحہ نمبر ۳۴۱

ایک اور تاریخی شہادت پیش خدمت ہے:-

’آپ کی اطاعت تمام مسلمانوں پر واجب ہوئی، جو آپ کی امامت سرے سے تسلیم نہ کرے یا تسلیم کرنے سے انکار کر دے، وہ باغی مستحل الدم ۲ ہے اور اس کا قتل کفار کے قتل کی طرح خدا کی عین مرضی ہے۔ معترضین کے اعتراضات کا جواب تلوار ہے، نہ کہ تحریر و تقریر۔‘

’سیرت سید احمد شہید‘ مصنف سید ابوالحسن علی ندوی ناشر: ایم ایچ سعید اینڈ کمپنی کراچی (پاکستان)، صفحہ نمبر ۳۸۵

مذکورہ دونوں اقتباسات کا گہری نظروں سے مطالعہ فرمائیں اور غور و فکر کریں کہ وہابی نجدی گروہ کے مقتدا کیسے کیسے جھکنڈے ایجاد کرتے تھے۔ تلوار کی طاقت کے بل بوتے پر وہابیت پھیلانے میں ایسے جری ۳ تھے کہ عقائد باطلہ کو تسلیم نہ کرنے والے سادہ لوح مسلمانوں پر عتداً ۴ کفر کے فتوے تھوپے اور ان فتوؤں کی آڑ میں مسلمانوں کا مال لوٹا اور انہیں قتل تک کرنا جائز قرار دیا، صرف جائز ہی نہیں قرار دیا بلکہ خدا کی عین مرضی قرار دیکر اپنی شقاوت قلبی کا ثبوت دیا۔

اسلامی تاریخ کے سیاہ اوراق کی حیثیت سے وہابی نجدی تحریک ہمیشہ بدنام رہے گی کیونکہ اس تحریک کو نام نہاد ’جہاد‘ کہہ کر اس کے ضمن میں بے گناہ و بے قصور مسلمانوں پر ظلم و ستم، تعصب و تشدد اور جبری تسلط کے وقت صرف اسلامی اخلاق و روایت اور جذبہ اخوت ہی نہیں بلکہ انسانیت کا بھی سر عام خون کیا گیا۔

تفریق بین المسلمین ۱، تذلیل المسلمین ۲، تہلک المسلمین ۳، تکفیر المسلمین ۴ اور تقتل المسلمین ۵ کا بازار اتنا گرم تھا کہ وہابی نجدی لشکر کے نام نہاد مجاہدین کے نزدیک ایک کلمہ گو مسلمان کو مار ڈالنا اور ایک چھوٹی کومسل دینا دونوں برابر تھا۔ لوگوں کے جان، مال حتیٰ کہ اس کے ایمان کا فیصلہ بھی وہابیوں کے ہاتھوں میں تھا۔ کون مومن؟ کون کافر؟ کون مرتد؟ کون مشرک؟ کون زندہ رہنے کا حقدار؟ کس کو مرنا چاہیے؟ ان تمام امور کے فیصلہ وہابی نجدی فرقے کے امامِ اول کے اشارے پر ہوتے تھے، اگر وہابیوں کے مقتدا کو امیر المومنین تسلیم کر کے اس کے ہاتھ پر بیعت ہو گئے اور ان کے عقائدِ باطلہ ضالہ سے اتفاق کر لیا تو اب مومن و متقی و پرہیزگار و مجاہد و عاززی کے القابات سے نوازش ہو رہی ہے اور ہمیشہ سلامت و عیش میں رہو، کے نعرے بلند ہوں اور اگر کوئی عاشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی فراستِ ایمانی ۶ سے ان وہابیوں کی حقیقت سے واقف ہو کر ان کے عقائدِ فاسدہ سے اختلاف کر کے بیعت ہونے سے انکار کرے تو وہ بیچارہ ان ظالموں کے غضب و تشدد کا شکار بنا ہی سمجھو۔ کافر، مشرک، مرتد، بدعتی کے الزامات کے نوکیلے کانٹے اس کے قلب کو چھلنی کرنے کے لئے تیار ہی تھے اور ساتھ میں اس پر کافر و مشرک کے فتاویٰ صادر کر کے، خود ساختہ وہابیوں کے امیر المومنین کے ایماء و اشارے پر اس کے ساتھ ہر طرح کے ظلم و ستم جائز سمجھا جاتا تھا۔ اس پر طرہ ۷ یہ کہ مقتولین کی بیواؤں کو ایامِ عدت میں بھی ان کے ساتھ جبراً و مجبوراً نکاح کا نالک کھیل کر اپنی ہوس پورا کرنے کیلئے گھروں سے گھسیٹ گھسیٹ کر اٹھالے جاتے تھے۔

یہاں اتنی گنجائش نہیں کہ ان تمام واقعات کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا جائے۔ اگر ان تمام واقعات ظلم و ستم کی بالاستیعاب ۸ تفصیلی معلومات حاصل کرنی ہو تو فقیر کی تصنیف کردہ کتاب 'بھارت کے دوست اور دشمن' و نیز 'اسلام اور بھارت کے خدا کون؟' کا مطالعہ کریں۔

الختصر! کفر اور شرک کے فتوے اتنے عام کر دیئے گئے تھے کہ اس دور میں ایک مسلمان کو کافر قرار دینا ہر کام سے زیادہ آسان تھا، حالانکہ کسی مسلمان پر کفر کا فتویٰ دینا مشکل سے مشکل کام ہے۔ متکلم، کلام، تکلم، الزام، لزوم، تاویل، صراحت، احتمال، ایہام، ظاہر معنی کلام، لغوی پہلو، محاورات، اصطلاح، الفاظِ ظہنِ خیر، وصولِ نیت، وغیرہ اہم اہم اور ضروری امور کو ملحوظ رکھتے ہوئے جب وجہ کفر 'اظہر من الشمس' ۹ کی طرح ثابت ہو تب کہیں کفر کا فتویٰ صادر کیا جاتا ہے بلکہ حتیٰ الامکان یہ کوشش کی جاتی ہے کہ اس کے قول کی کوئی مناسب تاویل کر کے بھی اس کو کفر سے بچایا جائے۔ لیکن یہاں تو اندھا دھند بات بات میں کفر اور شرک کے فتویٰ کی مشین گن ہی چلائی جا رہی تھی۔

۱۔ مسلمانوں کے درمیان فرق ڈالنا ۲۔ مسلمانوں کو ذلیل کرنا ۳۔ مسلمانوں کو ہلاک کرنا ۴۔ مسلمانوں کو کافر قرار دینا ۵۔ مسلمانوں سے جنگ کرنا ۶۔ ایمانی سوچ بوجھ سے زیادتی ۷۔ تمام ۸۔ سورج سے بھی زیادہ واضح

علمائے اہلسنت نے فرقہ و ہابیہ نجدیہ پر کفر کے فتاویٰ صادر فرمائے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ تقویۃ الایمان میں انبیاء کرام اور بزرگان دین کی مقدس بارگاہوں میں ایسے ایسے ناپاک اور گستاخانہ جملے لکھے گئے تھے جو اصول عقائد اور شروط ایمان کی رو سے یقیناً کفر پر مشتمل تھے۔ جن کا لکھنا، سننا اور رکھنا خلاف ایمان تھا لیکن پھر بھی علمائے اہلسنت نے ضبط اور تحمل کا دامن نہ چھوڑا۔ اتمام حجت ۱ کی تمام شرائط پوری کرنے کے بعد ان عبارات پر غور و فکر کیا، قرآن وحدیث کی روشنی میں ان کو پرکھا، ضروریات دین کے اصول وقوانین کے ترازو میں تولی، علمائے متقدمین کی معتبر و مستند کتب سے ٹٹولا، تاویلات کے امکانات بھی جانچے، لیکن ہر طرف سے جب وہ ناکام و مایوس ہو گئے تب انہوں نے مفاد دین اور دینی بھائیوں کے ایمان کے تحفظ کی نیت سے خیر کو ملحوظ رکھ کر تکفیر فرمائی..... ایک حوالہ:-

”ان تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ابتداء میں مولانا اسماعیل اور ان کے رفیق اور شاہ صاحب کے داماد مولانا عبدالحی کو بہت کچھ فہمائش ۲ کی اور ہر طرح سے سمجھایا، لیکن جب ناکامی ہوئی تو بحث ورد میں سرگرم ہوئے۔“

’آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی‘ مؤلف مولوی عبدالرزاق طبع آبادی ناشر: مکتبہ خلیل، لاہور (پاکستان)، صفحہ نمبر ۳۸

مندرجہ بالا عبارت میں خود مولوی ابوالکلام آزاد اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ حضرت مولانا منور الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اتمام حجت کا فریضہ انجام دینے میں کوتاہی نہیں کی۔ روبرو جا کر افہام و تفہیم کے ذریعہ بھی کوشش فرمائی لیکن جب سنگ دل پکھلائی نہیں تب اس پر حکم شرعی نافذ کر کے اپنی شرعی ذمہ داری کو پورا کیا۔

توجہ طلب

قارئین کی خدمت میں مؤدبانہ التماس ہے کہ آپ اپنی توجہات عمیق سے اس دور کے حالات کا جائزہ لیں اور تجزیہ فرمائیں کہ کفر کے فتوے کی ابتداء کہاں سے ہوئی ہے؟ کس نے لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں کی تعداد میں مسلمانوں کو کافر اور مشرک کہا؟ اور ملت اسلامیہ کے ساتھ ظلم و ستم کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی، غالباً نہیں بلکہ یقیناً آپ کا نیچے فکر یہی ہوگا کہ ’فرقہ و ہابیہ نجدیہ کے اکابرین ومتوسلین نے۔ دوسری جانب یہ بھی ملاحظہ فرمائیے کہ ان ظالم و ہابیوں کے خلاف حکم شرعی نافذ کرنے والے علمائے حق نے کتنی احتیاطوں کو ملحوظ رکھ کر تکفیر فرمائی ہے۔

مزید ایک بات بھی آپ مستقلاً ۳ ذہن نشین رکھیں کہ ان تمام حوادث ۴ میں امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کا کہیں ذکر نہیں آیا اور یقینی بات ہے کہ ان کا ذکر آ بھی نہیں سکتا کیونکہ ابھی آپ اس دنیا میں تشریف نہیں لائے تھے۔ یہ سارا ماحول آپ کی ولادت سے ربع صدی ۵ قبل کا ہے، جس سے ہم ایک نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ ’کفر کا فتویٰ دینے کی ابتداء کرنے کا امام احمد رضا پر

جو الزام عائد کیا جا رہا ہے وہ سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ بلکہ آپ یہ حقیقت جان کر حیرت زدہ ہوں گے کہ جس کو بات بات میں کفر کا فتویٰ دینے والا کہہ کر بدنام کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی اس امام احمد رضا محدث بریلوی نے امام الطائفہ مولوی اسماعیل دہلوی پر کفر کا فتویٰ دینے سے احتیاط کرتے ہوئے 'کتاب لسان' فرمایا۔ جس کی تفصیل آپ اگلے صفحات میں ملاحظہ کریں گے۔

دور حاضر میں مسئلہ تکفیر کے تعلق سے امام احمد رضا محدث بریلوی کے خلاف جو تحریک چلائی جا رہی ہے وہ اتنے وسیع پیمانے پر ہے کہ حقیقت سے نا آشنا بہت سے حضرات اس کے دام فریب میں آ گئے ہیں اور ناواقفیت کی وجہ سے امام احمد رضا کی مخالفت و تذلیل میں نہ جانے کیا کیا کہتے اور کرتے رہتے ہیں۔ کفر کے فتوے کی تمام ذمہ داری صرف اکیلے امام احمد رضا کے سر تھوپ لی جا رہی ہے، بلکہ اس میں حد درجہ غلو بھی کیا جا رہا ہے۔ اس سازش میں مکتبہ دیوبند اکیلا نہیں بلکہ تمام فرقہ باطلہ اس میں شامل ہیں۔ حیرت تو اس بات پر ہوتی ہے کہ جبکہ ان میں آپس میں اصول اور فروعی اختلافات وسیع پیمانے پر ہیں لیکن 'دشمن کا دشمن اپنا دوست' اس نظریہ کے تحت انہوں نے صرف امام احمد رضا محدث بریلوی کی دشمنی میں باہم اتحاد کیا ہے۔ لیکن اس اتحاد کی وجہ کیا ہے؟ صرف یہی کہ تمام کے سینے کلک رضا کے نیزے کی مار سے چھلٹی ہیں۔ امام احمد رضا نے تمام فرقہ باطلہ کی تردید میں نمایاں کردار ادا فرمایا ہے اور وہ کردار صرف اصولی مسائل تک ہی محدود نہیں بلکہ فروعی مسائل میں بھی جہاں جہاں باطل پرستوں نے رخنہ اندازی کی وہاں وہاں امام احمد رضا نے ان کا تعاقب کیا اور اپنی نادر روزگار تصانیف سے ان کو قیامت تک کیلئے ساکت و مہموت کر دیا۔ جہاں تک فرقہ وہابیہ نجدیہ کا معاملہ ہے وہاں یہ حقیقت بھی پوشیدہ نہیں کہ ہندوستان میں جب اس فرقہ باطلہ کا وجود نمودار ہوا تو اس وقت کے بہت سے علمائے اہلسنت نے اس کا سد باب فرمایا یہاں تک کہ کفر کے فتوے بھی صادر فرمائے لیکن اس وقت کے ان تمام علمائے اہلسنت سے اعراض کر کے صرف امام احمد رضا محدث بریلوی ہی کو کیوں نشانہ بنایا گیا ہے؟ اور اپنی تمام تر طاقت و قوت صرف امام احمد رضا کی شخصیت کو مجروح کرنے کیلئے کیوں استعمال کی جا رہی ہے؟

بلاشبہ و شبہ! ۱۲۴۰ھ کے پر فتن دور کے علمائے حق نے فرقہ وہابیہ کی تردید اور منہج کئی میں اہم اور نمایاں کردار ادا کیا اور فرقہ وہابیہ کی بنیادیں ہلا دیں لیکن ان حضرات کی یہ خدمات اصولی مسائل تک محدود تھیں۔ علاوہ ازیں وہ دور وہابیت کا ابتدائی دور تھا اور اس وقت عقائد کے تعلق سے چند ہی گمراہ کن کتابیں رائج تھیں لیکن امام احمد رضا کے دور میں سینکڑوں اصولی مسائل میں فساد، بے شمار فروعی مسائل میں تنازعہ، بے شمار وہابی مولوی، کثرت سے ان کے مدارس، وسیع پیمانے پر مشتمل تنظیمیں، اشاعتی وسائل وغیرہ ایک مسلح فوج کی حیثیت سے فرقہ وہابیہ اپنے شباب پر تھا اس پر طرہ یہ کہ اس فرقے کو حکومت برطانیہ کی پشت پناہی حاصل تھی۔ ایسے نازک حالات میں امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تنہا ہر محاذ پر ان کا ایسا مقابلہ فرمایا کہ انکی بنیادیں اکھیر دیں۔

ماضی کے تمام علمائے اہلسنت نے مجموعی طور پر فرقہ وہابیہ کی تردید میں جو خدمات انجام دی تھیں اس سے کئی گنا زیادہ تردیدی خدمات امام احمد رضا نے تنہا انجام دیں۔ مکتبہ فکر وہابیہ دیوبندیہ سے جب بھی کوئی گمراہی اٹھی، چاہے اس کا تعلق اصول دین سے ہو یا پھر فروع دین سے ہو، بریلی سے اس کا دندان شکن جواب دیا گیا اور حالت یہ ہو گئی تھی کہ امام احمد رضا محدث بریلوی کے قلم کی جلالت علمی سے پوری دنیائے وہابیت تھر تھر کانپتی تھی۔ امام احمد رضا کے پیش کردہ دلائل و براہین کا جواب دینے سے دنیائے وہابیت کے تمام کے تمام مصنفین عاجز و قاصر تھے۔

فرقہ وہابیہ کے علاوہ اور بھی بہت سارے فرقے سراٹھائے ہوئے تھے۔ بڑے بڑے دانشور، ماہرین، علماء، فضلاء، ادباء، محدث، مفکر، مفسر، مورخ، سائنسدان وغیرہ اس کے حامی، ناشر اور بانی تھے لیکن وہ جب امام احمد رضا کی قلم کی زد میں آئے تو میدان علم کی جنگ میں گاجر اور مولیٰ کی طرح کٹ گئے۔ بڑے بڑے ماہرین فن اور دنیوی علوم جدیدہ کے اعلیٰ عہدوں پر فائز نامور لوگ امام احمد رضا کی آہنی دلیلوں کی ضربیں کھا کر چکنا چور ہو گئے۔ امام احمد رضا کی تصانیف کا جواب لکھنے کی ہمت کرنے کا تصور کرنے والے بڑے بڑے قلم کاروں کے ہاتھ کانپ رہے تھے، ان کے قلم کی نوکیں کند ہو چکی تھیں۔

لہذا انہوں نے مکرو فریب کی راہ اختیار کی۔ علمی دلائل سے صرف نظر کر کے انہوں نے جھوٹ کا دامن تھاما، الزامات، افتراء، بہتان اور جھوٹی بہتیتیں گھڑنی شروع کیں اور اس میں اتنے منہمک ہوئے کہ دیگر فرقہ باطلہ کے افراد سے اتحاد کر کے امام احمد رضا کے خلاف مستقل طور پر ایک منظم سازش کی مہم چلائی اور دن بدن اسے فروغ دیا۔

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی شان حق گوئی بے مثال تھی۔ حق گوئی کا فریضہ انجام دینے میں آپ نے کسی کی بھی کوئی رعایت نہیں کی۔ کبھی بھی یہ نہ دیکھا کہ اپنا ہے یا پرایا؟ بلکہ شریعت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف جس نے بھی سراٹھایا، یا صدائے بے دینی بلند کی تو آپ نے اس کا ایسا تعاقب فرمایا کہ وہ بے صدا ہو گیا۔ کچھ اپنے کہلانے والوں نے فروعی مسائل میں غیر اسلامی نظریات اختیار کئے۔ کسی نے بدعات مروجہ کو فروغ دینے کی کوشش کی، کسی نے عقیدت کے معاملے میں غلو کر کے حدود شرعیہ سے تجاوز کرنے کی راہ اختیار کی۔ ایسے وقت میں آپ نے یہ نہ دیکھا کہ یہ سنی ہیں، اپنے ہیں، ان کے ارتکاب کو روک رکھا جائے بلکہ آپ نے صرف اور صرف احکام شریعت کا لحاظ کیا اور ان کے غیر مشروع ارتکاب کے خلاف بھی صدائے حق بلند فرمائی۔ نتیجتاً ایک بڑا گروہ بھی دانستہ یا نادانستہ صرف انانیت، ذاتی مفاد، بغض، عناد اور اپنے ارتکاب جرم پر کی گئی شرعی گرفت کا انتقام لینے کے جذبے کے تحت امام احمد رضا محدث بریلوی کا مخالف بن گیا اور انہوں نے الگ طور ^۱ سے مخالفت کرنے والی ایک الگ لابی ^۲ کھڑی کر دی۔ پرانے اور اپنے دونوں کی مخالفت نے ماحول کو اتنا پراگندہ ^۳ کر دیا ہے کہ

ماضی کے تمام علمائے اہلسنت نے مجموعی طور پر فرقہ وہابیہ کی تردید میں جو خدمات انجام دی تھیں اس سے کئی گنا زیادہ تردیدی خدمات امام احمد رضا نے تنہا انجام دیں۔ مکتبہ فکر وہابیہ دیوبندیہ سے جب بھی کوئی گمراہی اٹھی، چاہے اس کا تعلق اصول دین سے ہو یا پھر فروع دین سے ہو، بریلی سے اس کا دندان شکن جواب دیا گیا اور حالت یہ ہو گئی تھی کہ امام احمد رضا محدث بریلوی کے قلم کی جلالت علمی سے پوری دنیائے وہابیت تھر تھر کانپتی تھی۔ امام احمد رضا کے پیش کردہ دلائل و براہین کا جواب دینے سے دنیائے وہابیت کے تمام کے تمام مصنفین عاجز و قاصر تھے۔

فرقہ وہابیہ کے علاوہ اور بھی بہت سارے فرقے سراٹھائے ہوئے تھے۔ بڑے بڑے دانشور، ماہرین، علماء، فضلاء، ادباء، محدث، مفکر، مفسر، مورخ، سائنسدان وغیرہ اس کے حامی، ناشر اور بانی تھے لیکن وہ جب امام احمد رضا کی قلم کی زد میں آئے تو میدان علم کی جنگ میں گاجر اور مولیٰ کی طرح کٹ گئے۔ بڑے بڑے ماہرین فن اور دنیوی علوم جدیدہ کے اعلیٰ عہدوں پر فائز نامور لوگ امام احمد رضا کی آہنی دلیلوں کی ضربیں کھا کر چکنا چور ہو گئے۔ امام احمد رضا کی تصانیف کا جواب لکھنے کی ہمت کرنے کا تصور کرنے والے بڑے بڑے قلم کاروں کے ہاتھ کانپ رہے تھے، ان کے قلم کی نوکیں کند ہو چکی تھیں۔

لہذا انہوں نے مکرو فریب کی راہ اختیار کی۔ علمی دلائل سے صرف نظر کر کے انہوں نے جھوٹ کا دامن تھاما، الزامات، افتراء، بہتان اور جھوٹی بہتیتیں گھڑنی شروع کیں اور اس میں اتنے منہمک ہوئے کہ دیگر فرقہ باطلہ کے افراد سے اتحاد کر کے امام احمد رضا کے خلاف مستقل طور پر ایک منظم سازش کی مہم چلائی اور دن بدن اسے فروغ دیا۔

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی شان حق گوئی بے مثال تھی۔ حق گوئی کا فریضہ انجام دینے میں آپ نے کسی کی بھی کوئی رعایت نہیں کی۔ کبھی بھی یہ نہ دیکھا کہ اپنا ہے یا پرایا؟ بلکہ شریعت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف جس نے بھی سراٹھایا، یا صدائے بے دینی بلند کی تو آپ نے اس کا ایسا تعاقب فرمایا کہ وہ بے صدا ہو گیا۔ کچھ اپنے کہلانے والوں نے فروعی مسائل میں غیر اسلامی نظریات اختیار کئے۔ کسی نے بدعات مروجہ کو فروغ دینے کی کوشش کی، کسی نے عقیدت کے معاملے میں غلو کر کے حدود شرعیہ سے تجاوز کرنے کی راہ اختیار کی۔ ایسے وقت میں آپ نے یہ نہ دیکھا کہ یہ سنی ہیں، اپنے ہیں، ان کے ارتکاب کو روک رکھا جائے بلکہ آپ نے صرف اور صرف احکام شریعت کا لحاظ کیا اور ان کے غیر مشروع ارتکاب کے خلاف بھی صدائے حق بلند فرمائی۔ نتیجتاً ایک بڑا گروہ بھی دانستہ یا نادانستہ صرف انانیت، ذاتی مفاد، بغض، عناد اور اپنے ارتکاب جرم پر کی گئی شرعی گرفت کا انتقام لینے کے جذبے کے تحت امام احمد رضا محدث بریلوی کا مخالف بن گیا اور انہوں نے الگ طور ۱ سے مخالفت کرنے والی ایک الگ لابی ۲ کھڑی کر دی۔ پرانے اور اپنے دونوں کی مخالفت نے ماحول کو اتنا پراگندہ ۳ کر دیا ہے کہ

امام احمد رضا کو صرف تنقیدی نظر سے ہی دیکھا جا رہا ہے۔ یہی سبب ہے کہ جتنی مخالفت امام احمد رضا محدث بریلوی کی کی گئی ہے، کی جا رہی ہے اور کی جائے گی اتنی مخالفت آج تک کسی بھی مجدد کی نہیں کی گئی اور غالباً مستقبل میں اور کسی مجدد کی نہیں کی جائے گی۔ لیکن الزامات کے بادلوں میں پوشیدہ ہو جانے کی وجہ سے صداقت کے آفتاب کا وجود ہرگز ختم نہیں ہوتا۔ بدلیاں ۱ دھیرے دھیرے ہٹتی جاتی ہیں اور آفتاب نظر آنے لگتا ہے۔ الحمد للہ! ایک عرصہ دراز تک غلط فہمی اور بے بنیاد الزامات کی گھنگور ۲ گھٹاؤں میں اوجھل رہنے کے بعد امام احمد رضا کی شخصیت صداقت کے آفتاب کی طرح اب درخشاں ۳ ہو رہی ہے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے مخالفین کی کثرت کی کبھی بھی پرہیز نہیں کی کیونکہ.....

مجھ کو رسوا بھی اگر کوئی کہے گا تو یونہی کہ وہی نا، وہ رضا، بندۂ رسوا تیرا

لیکن! افسوس!!

اہلسنت کے ان علماء حضرات (الاماماء اللہ) پر جنہوں نے ان الزامات کی عقدہ کشائی کرنے میں کوتاہی اور کاہلی کی۔ امام احمد رضا کے خلاف لگائے جانے والے بے بنیاد الزامات سے امام احمد رضا کتنے بری ہیں، اس حقیقت کی وضاحت کرنے میں تغافل ۴ برتا بلکہ سکوت اختیار کیا یا ایسے غیر ذمہ دارانہ جوابات دیئے کہ مخالفین کو اپنے دعوے کو قوی کرنے کا مواد فراہم کر دیا۔ جن بدعات قبیحہ کی امام احمد رضا نے شدت سے تردید فرمائی ان بدعات میں ملوث لوگوں کے سامنے والنہی عنی المنکر ۵ کا فریضہ انجام دینے سے باز رہے۔ امام احمد رضا کا نام لیا مگر کام ترک کر دیا۔ عوام اہلسنت میں مقبول و مشہور و محبوب ہونے کی غرض سے اعلیٰ حضرت کا نام اچھل اچھل کر لیا مگر مسلک اعلیٰ حضرت کی صحیح ترجمانی و صحیح خدمت کی طرف التفات نہ کیا۔ امام احمد رضا محدث بریلوی نے فرقہ نجدیہ و ہابیہ کے رد و ابطال کی خدمت انجام دینے کے ساتھ ساتھ دیگر فرقہ باطلہ کی سرکوبی میں بھی ایک نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ علاوہ ازیں سنتوں میں رائج بدعات اور غیر اسلامی رسومات کے خلاف بلاخوف لومۃ لائم اپنا قلم چلا کر یہ ثابت کر دیا کہ شریعت کے مقابلہ میں یہاں اپنے اور پرانے کا لحاظ نہیں کیا جاتا، بلکہ احقاق حق ۶ اور ابطال باطل ۷ میں شریعت مطہرہ کی سختی کے ساتھ پابندی کی جاتی ہے اور والنہی عنی المنکر کا فریضہ انجام دینے میں کسی قسم کی کوتاہی اور کاہلی نہیں کی جاتی۔ ہمارے اس دعویٰ کے ثبوت میں امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی معرکہ الآراء تصانیف شاہد عدل ہیں۔ جن کے مطالعہ سے امام احمد رضا کی شان تہلب فی الدین ۸ اور شان اعلاء کلمۃ الحق ۹ کا پتہ چلتا ہے۔

۱۔ گھٹاؤں ۲۔ بہت چھائی ہوئی اور گہری گھٹا ۳۔ روشن ۴۔ جان بوجھ کر غفلت کرنا ۵۔ برائی سے روکنا ۶۔ حق کا ثبوت دینا ۷۔ باطل کو غلط قرار دینا ۸۔ دین میں سخت ہونا ۹۔ انصاف کی بات

فتویٰ دینے میں امام احمد رضا کی شان احتیاط اور کف لسان

مولوی اسماعیل دہلوی کی موت کے 26 سال کے بعد یعنی کہ 1272ھ میں امام احمد رضا محدث بریلوی کی ولادت ہوئی۔ علمائے دیوبند کی جانب سے توہین و تنقیص^۱ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سلسلہ جاری تھا۔ 1290ھ میں مولوی قاسم نانوتوی نے ’تہذیر الناس‘ کتاب لکھ کر تحریک توہین رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فروغ دیا۔ پھر گنگوہی صاحب نے امکان کذب کا فتویٰ دیا۔ ’برائین قاطعہ‘ کتاب میں مولوی اشرف علی تھانوی نے بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سخت گستاخی کی۔ لیکن امام احمد رضا نے احتیاط سے کام لیا حالانکہ دیوبند کا طرز افتاء^۲ تو آپ گزشتہ صفحات میں ملاحظہ فرما چکے کہ قلم کی ایک ٹھوکرا سے لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں کی تعداد میں کلمہ گو مسلمانوں کو کافر اور مشرک کے فتوے دے دیئے۔ لیکن امام احمد رضا محدث بریلوی نے کمال احتیاط سے کام لیا اور 1290ھ سے 1320ھ تک یعنی تیس سال تک آپ نے ان کی گمراہ کرنے والی کتابوں کی تردید کی اور ان کتابوں کے مصنفین کو ان کی کتابوں کے غلط کی نشاندہی کی۔ ان کو تیس سال تک اتمام حجت^۳ کرتے ہوئے سمجھایا کہ خدا کے واسطے بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص سے باز آؤ اور اپنی کفری عبارتوں سے رجوع کر کے توبہ کر لو۔ یہاں تک کہ ان کو رجسٹرڈ خطوط کے ذریعہ ان کی کتابوں کی تردید میں اپنی تصنیف فرمودہ^۴ کتابیں بھیجیں۔ پورے تیس سال تک اتمام حجت فرمائی لیکن علمائے دیوبند اپنی ضد پراڑے رہے، ٹس سے مس تک نہیں ہوئے۔ بلکہ اپنی کفری عبارتوں والی کتابوں کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی۔ جب امام احمد رضا محدث بریلوی اتمام حجت کا فریضہ ادا کر چکے، رجوع کیلئے مسلسل تقاضے کرتے رہے۔ لیکن وہاں سے کوئی جواب یا قبول حق کی کوئی حرکت نہ ہوئی تب مجبور ہو کر بادل خواستہ 1320ھ میں ان گستاخانِ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر حکم شرعی نافذ کرتے ہوئے المعتمد المستند تصنیف فرمائی۔

کفر کا فتویٰ^۵ صادر کرنے میں امام احمد رضا کتنے محتاط تھے اس کا اندازہ حسب ذیل اقتباسات سے لگایا جاسکتا ہے۔

☆ مولوی رشید احمد گنگوہی نے امکان کذب باری تعالیٰ کا جو فتویٰ دیا تھا اس کے رد میں امام احمد رضا محدث بریلوی نے 1308ھ میں سبحان السبوح عن عیب کذب المقبوح^۶ شائع فرمائی اور فقہائے کرام کے اقوال کی روشنی میں گنگوہی صاحب کے 75 کفریات ثابت کرنے کے بعد بھی یہی فرماتے ہیں کہ:-

’میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا۔ ان مدعیوں^۷ یعنی مدعیانِ جدید کو تو ابھی تک مسلمان ہی جانتا ہوں، اگرچہ ان کی بدعت و ضلالت^۸ میں شک نہیں۔‘

حوالہ تمہید ایمان بایات قرآن مصنف امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان ناشر: قادری بک ڈپو، نومحکمہ بریلی، ص: ۱۳۳

۱۔ نقص نکالنا ۲۔ جھوٹ کا ممکن ہونا ۳۔ فتویٰ دینے کا انداز ۴۔ انتہائی کوشش کرنا ۵۔ فرمائی ہوئی ۶۔ جاری کرنا ۷۔ جھوٹ کے برے عیب سے اللہ کی پاکی ۸۔ دعویٰ کرنے والے ۹۔ گمراہی

مذکورہ کتاب کے تعلق سے امام احمد رضا نے 'حسام الحرمین' میں لکھا ہے کہ 'یہ کتاب میں نے ان کو رجسٹرڈ ڈاک سے بھیجی، جو ان کو مل گئی تھی اور ان کے یہاں سے کتاب کی وصولی کی رسید بھی آگئی ہے۔ اس کو بھی گیارہ سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ مخالفین تین سال تک تو یہ جھوٹ اڑاتے رہے کہ جواب لکھا جائے گا، لکھا جا چکا ہے، چھپے گا، چھپنے کے لئے بھیج دیا ہے۔'

لیکن اتنے طویل عرصہ کی مہلت میں بھی گنگوہی صاحب کو جواب لکھنے کی توفیق نہ ہوئی بلکہ امکان کذب والے فتویٰ کو پوسٹر کی شکل میں شائع کیا۔ لیکن امام احمد رضا محدث بریلوی نے اس اشتہار پر اعتماد نہ کیا۔ بالآخر گنگوہی صاحب کا لکھا ہوا اصل فتویٰ گنگوہی صاحب کے دستخط اور مہر کے ساتھ آیا اور آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور تحقیق کرنے کے بعد ہی آپ نے اس پر حکم شرعی بیان کیا۔ امام احمد رضا محدث بریلوی فرماتے ہیں کہ.....

'مسلمانو! یہ روشن ظاہر واضح قاہر ۱ عبارات تمہارے پیش نظر ہیں جنہیں چھپے ہوئے دس دس اور بعض کو سترہ اور تصنیف کو 19 سال ہوئے اور ان دشنامیوں ۲ کی تکفیر تو اب چھ سال یعنی 1320ھ سے ہوئی ہے جب سے المعتمد المستند چھپی۔ ان عبارات کو بغور نظر فرماؤ اور اللہ و رسول عز وجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خوف کو سامنے رکھ کر انصاف کرو۔ یہ عبارتیں فقط ان مفتریوں ۳ کا افتراء ہی رد نہیں کرتیں بلکہ صراحۃً ۴ صاف شہادت دے رہی ہیں کہ ایسی عظیم احتیاط والے نے ہرگز ان دشنامیوں کو کافر نہ کہا، جب تک یقینی قطعی واضح روشن جلی ۵ طور سے ان کا صریح ۶ کفر آفتاب سے زیادہ ظاہر نہ ہو لیا۔ جس میں اصلاً اصلاً ہرگز ہرگز کوئی گنجائش تاویل ۷ نہ نکل سکی کہ آخر یہ بندہ خدا وہی ہے جو ان کے اکابر پر ستر ستر وجہ سے لزوم ۸ کفر کا ثبوت دیکر یہی تو کہتا ہے کہ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے۔ جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کیلئے اصلاً کوئی ضعیف محمل ۹ بھی باقی نہ رہے۔'

حوالہ 'تمہید ایمان بایات قرآن' مصنف امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان ناشر: مکتبہ اشاعت اسلام، ص: ۶۰

مذکورہ عبارت میں امام احمد رضا محدث بریلوی نے کتنی صاف وضاحت فرمادی ہے کہ ہم تکفیر میں احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے۔ کئی سال تک اتمام حجت فرمائی اور جب ان کی عبارتوں میں تاویل کی بھی کوئی گنجائش نہ رہی اور ان کا کفر آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہو گیا تب کہیں شرعی حکم نافذ کیا۔ لیکن افسوس کہ اتنی عظیم احتیاط والے کو ایک منظم ۱۰ سازش کے تحت بدنام کیا جا رہا ہے کہ وہ بات بات میں کفر کا فتویٰ دے دیتا تھا۔

۱ ظلم کرنے والی ۲ گالی دینے والے ۳ بہتان لگانے والے ۴ ظاہر، کھلم کھلا ۵ واضح ۶ ظاہر، واضح ۷ بچاؤ کی دلیل ۸ لازم ہونا ۹ جس پر قیاس کیا جائے ۱۰ وہ چیز جو انتظام کے ساتھ ہو

قارئین فیصلہ کریں کہ بات بات میں کفر کا فتویٰ کون دیتا تھا۔ امام احمد رضا یا علمائے دیوبند؟ حالانکہ پچھلے صفحات میں آپ مطالعہ کر چکے ہیں کہ علمائے دیوبند نے کیسی کیسی باتوں پر کفر اور شرک کے فتوے دیئے ہیں۔

☆ یا رسول اللہ کہنے والا مشرک ☆ سہرا باندھنے والا ☆ اللہ و رسول نے چاہا تو یہ کام ہو جائے گا کہنے والا
 ☆ عبد النبی، نبی بخش، غلام محی الدین وغیرہ نام رکھنے والا ☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے علم غیب کا عقیدہ رکھنے والا
 ☆ دُرودِ تاج پڑھنے والا ☆ کسی صورت کا تصور کرنے والا ☆ نذر و نیاز کرنے والا ☆ مکت ماننے والا
 ☆ اولیاء کے آستانے کے کنوئیں کا پانی متبرک سمجھ کر پینے والا ☆ روشنی کرنے والا ☆ ولی کے آستانے پر پانی پلانے والا ☆ انبیاء و اولیاء کی شفاعت کی اُمید رکھنے والا وغیرہ وغیرہ۔

علمائے دیوبند نے ملتِ اسلامیہ کے بیشتر لوگوں پر کفر اور شرک کا فتویٰ لگاتے وقت نہ کسی تاویل کی گنجائش پر غور کیا، نہ قائل و فاعل کی نیت کا اعتبار کیا، نہ لزومِ کفر، الزامِ کفر کا فرق محسوس کیا۔ بس ایک ہی بار میں دھڑاک سے فتویٰ دے دیا۔

اب امام احمد رضا کی شان احتیاط دیکھیں

مولوی اسماعیل دہلوی کے ستر کفریات ثابت کرنے کے بعد امام احمد رضا محدث بریلوی فرماتے ہیں کہ:-
 'ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار (کافر کہنے سے) کفِ لسان (یعنی زبان روکنا) مآخوذ ۲ و مختار ۳، مرضی و مناسب۔ واللہ تعالیٰ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔'

حوالہ: الکوکبة الشہابیہ فی کفریات ابی الوہابیہ

مصنف امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان ناشر: ثوری کتب خانہ، لاہور، ص ۶۰

مولوی اسماعیل دہلوی اور اس کے متبعین ۴ کے کفریات بوجہ قاہرہ ۵ لزومِ کفر کا ثبوت دیکر بھی امام احمد رضا محدث بریلوی یہ فرماتے ہیں کہ:-

'لزوم والتزام ۶ میں فرق ہے۔ اقوال کا کلمہ کفر ہونا اور بات اور قائل کو فرمان، لینا اور بات۔ ہم احتیاط برتیں گے، سکوت کریں گے، جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال ملے گا، حکم کفر جاری کرتے ڈریں گے۔'

حوالہ: سل السیوف الہندیہ علی کفریات بابا النجدیہ

مصنف امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان ناشر: رضوی کتب خانہ، بریلی، ص ۲۵

۱۔ برکت والا ۲۔ سنبھالا ۳۔ پھنسا ہوا ۴۔ با اختیار ہوتا ۵۔ پیروی کرنے والے ۶۔ ضروری قرار دینا

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کا وہ جملہ کہ جب تک ضعیف سے ضعیف احتمال ملے گا، حکم کفر جاری کرتے ڈریں گے قابل توجہ ہے۔ اسی ضمن میں ایک ضعیف سے ضعیف احتمال کی وجہ سے امام احمد رضا نے مولوی اسماعیل دہلوی کی تکفیر نہیں کی اور وہ احتمال یہ ہے کہ.....

’مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنے انتقال کے وقت بہت سے آدمیوں کے روبرو بعض مسائل تقویۃ الایمان سے توبہ کر لی تھی۔‘
اسماعیل دہلوی کی توبہ کو اتنا مشہور کیا گیا تھا کہ توبہ کی شہرت کو ضعیف احتمال میں شمار کر کے امام احمد رضا نے کفر کا فتویٰ دینے سے کف لسان فرماتے ہوئے سکوت اختیار فرمایا۔

مولوی اسماعیل دہلوی کی توبہ کی شہرت کے تعلق سے ایک اقتباس پیش خدمت ہے:-

’سوال..... اور ایک بات مشہور ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب شہید نے اپنے انتقال کے وقت بہت سے آدمیوں کے روبرو بعض مسائل تقویۃ الایمان سے توبہ کی ہے۔ آپ نے بھی کہیں یہ بات سنی ہے یا محض افتراء ۱ ہے۔‘

حوالہ: ’فتاویٰ رشیدیہ‘ از۔ مولوی رشید احمد گنگوہی ناشر: مکتبہ تھانوی، دیوبند۔ ص: ۸۴

مذکورہ عبارت میں مسائل نے سوال میں ’ایک بات یہ مشہور ہے‘ جملہ لکھ کر باور کرا دیا ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی کی توبہ مشہور ہوئی تھی۔ توجہ کی شہرت ہونے کی وجہ سے تو مسائل تک بات آئی تھی اور اسی لئے تو اس نے اس بات کے سچ یا جھوٹ ہونے کی تحقیق کرنے کی غرض سے سوال پوچھا تھا۔ لیکن واہ رے گنگوہی صاحب! مولوی اسماعیل کی توبہ بھی کھٹکی بلکہ اس میں بھی رسوائی کا خوف محسوس کیا کہ ہمارے اکابر کو رجوع کرنا پڑا؟ خیر اس بحث میں نہیں پڑنا البتہ توبہ کی شہرت ہوئی تھی اور اسی شہرت نے امام احمد رضا محدث بریلوی جیسے محتاط کو تکفیر کا حکم جاری کرنے سے روکا۔

قارئین کی عدالت میں اس استدعا ہے کہ ’اللہ کے واسطے آپ بظرف غور دیکھیں اور غیر جانبدار نظریہ سے فیصلہ کریں کہ امام احمد رضا کے یہاں جو احتیاط ہے اس کا کروڑواں حصہ بھی علماء دیوبند کے یہاں ہے؟‘

علمائے دیوبندی کے وہ اکابر کہ جن کی کتابوں میں کفری عبارات ہیں اور ان پر غور و فکر اور تمام لوازمات کا التزام کرنے کے بعد امام احمد رضا محدث بریلوی نے شرعی حکم نافذ کرنے کے بعد بھی یہاں تک فرمایا کہ:-

’ہزار ہزار بار حاش اللہ ۲! میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا، جب کیا ان سے ملا پ تھا، اب رنجش ہو گئی۔ جب ان سے جائیداد کی کوئی شرکت نہ تھی، اب پیدا ہو گئی حاش اللہ! مسلمانوں کا علاقہ محبت و عداوت صرف محبت و عداوت خدا و رسول عز وجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ جب تک ان دشنام ۳ دہوں سے دشنام صادر نہ ہوئی یا اللہ و رسول کی جناب میں ان کی دشنام نہ دیکھی

سنی تھی، اس وقت تک کلمہ گوئی کا پاس لازم تھا۔ غلیبۃ ۱۔ احتیاط سے کام لیا، حتیٰ کہ فقہائے کرام کے حکم سے طرح طرح ان پر کفر لازم تھا، مگر احتیاطاً ان کا ساتھ نہ دیا اور متکلمین عظام کا مسلک ۲۔ اختیار کیا۔ جب صاف صریح انکار ضروریات دین و دشنام وہی رب العالمین آنکھ سے دیکھی، تو اب بے تکلیف چارہ نہ تھا کہ اکابر ائمہ دین کی تصریحات سن چکے کہ مَنْ شَكَّ فِيَّ عَذَابِي وَ كُفْرِهِ فَقَدْ كَفَرَ جو ایسے کے عذاب و کافر ہونے میں شک کرے خود کافر ہے۔ اپنا اور اپنے دینی بھائیوں عوام اہل اسلام کا ایمان بچانا ضروری تھا۔ لاجرم، حکم کفر دیا اور شائع کیا۔ وَ ذَالِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ۳۔

حوالہ: ’تمہید ایمان بایات قرآن‘ مصنف امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان ناشر: رضا اکیڈمی، بمبئی۔ ص: ۴۴

صرف یہی نہیں امام احمد رضا محدث بریلوی نے تحریری طور پر احتیاط فرمائی بلکہ عملی طور پر بھی آپ نے علمائے دیوبند کو خطوط لکھے۔ ان کو رو برو بلایا، سمجھایا۔ لیکن علماء دیوبند نے کوئی التفات ۴۔ نہیں کیا۔ ۱۳۲۳ھ میں علمائے حرمین شریفین نے علمائے دیوبند کے کفر کا فتویٰ دیا لیکن امام احمد رضا نے تو اس فتوے کے بعد بھی اپنی اتمام حجت کی کوشش کو مسلسل جاری رکھا تھا اور یہی کوشش کرتے رہے کہ اگر تھوڑی دیر کیلئے بھی علمائے دیوبند اپنی کفری عبارات پر غور و فکر اور نظر ثانی کرنے کیلئے رضامند ہو جائیں اور رو برو ایک نشست ۵۔ ہو جائے تو میں ان علمائے دیوبند کو سمجھاؤں گا تا کہ ملت اسلامیہ سے ایک عظیم فتنہ ختم ہو جائے۔ علمائے حرمین شریفین کے فتوے کے چھ سال کے بعد یعنی کہ ۱۳۲۹ھ میں امام احمد رضا محدث بریلوی نے مولوی اشرف علی تھانوی کو ایک خط لکھا تھا۔ وہ خط لفظ بلفظ دافع الفساد عن مراد آباد نام کی کتاب میں چھپا تھا۔ اس خط کی بعینہ ۱۔ نقل قارئین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں:-

۱۔ انتہائی ۲۔ راستہ ۳۔ یہی ظلم کرنے والوں کا بدلہ ہے ۴۔ توجہ ۵۔ ملاقات ۶۔ دیکھی

بنام مولوی اشرف علی صاحب تھانوی

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علی من اتبع الهدی

فقیر بارگاہ عزیز و قدیر جل جلالہ تو مدتوں سے آپ کو دعوت دے رہا ہے اب حسب معاہدہ ۱ قرار داد مراد آباد پھر محرک ۲ ہے کہ آپ کو سوالات و مواخذات ۳ حسام الحرمین جواب دہی کو آمادہ ہوں۔ میں اور آپ جو کچھ کہیں لکھ کر کہیں اور سنا دیں اور وہی دستخطی پر چہ اسی وقت فریقین مقابلہ کو دیئے جائیں کہ فریقین میں سے کسی کو کہہ کر بدکنے ۴ کی گنجائش نہ رہے۔ معاہدہ میں ۲۶ صفر مناظرہ کیلئے مقرر ہوئی ہے۔ آج پندرہ کو اس کی خبر مجھ کو ملی۔ گیارہ روز کی مہلت کافی ہے وہاں بات ہی کتنی ہے، اسی قدر کہ یہ کلمات شان اقدس حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں تو ہیں ہیں یا نہیں؟ بعون اللہ تعالیٰ دو منٹ میں اہل ایمان پر ظاہر ہو سکتا ہے۔ لہذا فقیر اس عظیم ذوالعرش ۵ کی قدرت و رحمت پر توکل ۶ کر کے یہی ۲۷ صفر روز جاں افزوں ۷ دو شنبہ اس کیلئے مقرر کرتا ہے۔ آپ فوراً قبول کی تحریر اپنی مہر دستخطی روانہ کریں اور ۲۷ صفر کی صبح مراد آباد میں ہوں۔ یہ آخری دعوت ہے۔ اس پر بھی آپ سامنے نہ آئے تو الحمد للہ میں فرض ہدایت ادا کر چکا، آئندہ کسی کے غوغا ۸ پر اثقات ۹ نہ ہوگا۔ منوادینا میرا کام نہیں اللہ عزوجل کی قدرت میں ہے۔

میر فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ ۱۵، صفر روز چہار شنبہ ۱۳۲۹ھ

حوالہ: دافع الفساد عن مراد آباد مرتبہ مولانا نعیم الدین ناشر: مطبع اہل سنت و جماعت مراد آباد۔ ص: ۲۳

لیکن افسوس کہ ۲۷ صفر ۱۳۲۹ھ بروز دو شنبہ حسب معاہدہ امام احمد رضا محدث بریلوی تو مراد آباد پہنچ گئے لیکن تھانوی صاحب کا پتہ نہیں تھا۔ کاش اگر تھانوی صاحب صرف دو منٹ کیلئے آجاتے تو ہندوستان کے مسلمانوں کے درمیان سے ایک عظیم فتنہ ختم ہو سکتا تھا۔ لیکن تھانوی صاحب نے راہ فرار اختیار کر کے نصفیہ العقائد ۱۰ کا سنہرا موقع گنوا دیا۔ یہاں تک مطالعہ کرنے سے قارئین کے ذہن سے بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ ہو گیا ہوگا۔ امام احمد رضا کیا تھے اور ان کو کیا کر کے پیش کیا گیا۔ کفر کے فتوے میں جو اتنی عظیم احتیاط کرے اسی کو بات بات میں کفر کا فتویٰ دینے والا کہہ کر بدنام کیا جا رہا ہے۔ امام احمد رضا کے خلاف چلائی جانے والی مہم کا واحد مقصد یہی ہے کہ امام احمد رضا کے عظیم عملی کارنامہ پر منفی پروپیگنڈوں کے ذریعہ دبیز ۱۱ تہہ چڑھادی جائے اور ان کی شخصیت صرف ایک تنگ نظر اور روایتی مفتی، شاعر اور میلاد خواں کے معمولی مقام پر لا کھڑی کر دی جائے تاکہ عوام ان کی شخصیت سے بدظن ہو جائیں اور ان کی تصانیف کو ہاتھ میں لینے سے بھی اجتناب ۱۲ کریں۔

۱۔ آپس کا عہد نامہ ۲۔ ابھارنے والا ۳۔ جواب طلبی ۴۔ مکرنا، اپنی بات سے پھر جانا ۵۔ عرش والا ۶۔ بھروسہ کرنا ۷۔ بڑھانے والا ۸۔ شور و غل

۹۔ توجہ ۱۰۔ عقائد کو واضح کرنا ۱۱۔ موٹی ۱۲۔ پرہیز کرنا

بلاشبک امام احمد رضا محدث بریلوی نے اپنے تجدیدی کارنامہ سے ملتِ اسلامیہ کی عظیم علمی، اعتقادی اور تصنیفی خدمات انجام دی لیکن ان کی زندگی کا عظیم کارنامہ تحریکِ عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تجدید ہے۔ وہ یقیناً اور صحیح معنوں میں عاشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے اور انہوں نے پوری زندگی اسی پاکیزہ مشن کی نشر و اشاعت ^۱ میں اسی دھن ^۲ میں گزاری کہ وہ کونسا ایسا طریقہ ہے جس کے ذریعے دعوتِ عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلایا جاسکے۔ جذبہٴ عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو از سر نو ^۳ اجاگر و بیدار کرنے کی اس تحریک کی بنیاد اس عاشقِ صادق نے اس قدر مضبوط ڈالی ہے کہ جسے حوادث و انقلاباتِ زمانہ ہلا نہیں سکتے۔ لیکن امام احمد رضا محدث بریلوی کے احوال و واقعاتِ زندگی اور خصوصاً آپ کی تصانیف پر تحقیقی نظر کے بعد ہم ان کے خلاف اور ان کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کرنے والی مخالف تحریکوں، تقریروں اور تحریروں سے دوچار ہوتے ہیں تو یہی سوچ میں پڑ جاتے ہیں کہ برصغیر کا عظیم عالمِ دین اور ملتِ اسلامیہ کا سچا مفکر جس نے ملتِ اسلامیہ کو سینکڑوں مبسوط ^۴ اور محققانہ تصانیف کا ذخیرہ عطا فرمایا ہے، اس کے ساتھ کتنی بڑی نا انصافی اور ظلم کیا جا رہا ہے۔ اس کے علمی کارنامے کو دادِ تحسین ^۵ دینا تو درکنار اسے ایک غصہ ور، فتویٰ باز مولوی کے روپ میں پیش کرنے کی ایک رسم بنائی گئی ہے اور وہ رسم ایسی چلی کہ بس چلی آرہی ہے۔ ملتِ اسلامیہ کے تعلیم یافتہ اور سمجھ دار طبقے کو چاہئے کہ عرصہ دراز کے پروپیگنڈے کے گرد و غبار کی دیریز تہوں کے نیچے دبا دی گئی امام احمد رضا محدث بریلوی کی درجہ بہ درجہ شخصیت کو خود ان کی تصانیف سے پرکھیں اور غیر جانبدار منصفانہ رائے قائم کریں اور حق کیا ہے؟ باطل کیا ہے؟ اس کی سمجھ اپنے حلقہٴ احباب کو بھی دیں۔

امام احمد رضا نے فرقہ و ہابیہ کے اصولی و فروعی نظریات کا جس خوش اسلوبی ^۶ سے تعاقب کیا ہے اور ان کے عقائدِ باطلہ پر جو گرفت فرمائی ہے وہ گرفت اس قدر صحیح بر محل اور واقعہ کے مطابق ہے کہ اس کا کوئی جواب دیا ہی نہیں جاسکتا۔ فردِ واحد کی یہ صلاحیتیں تمام مخالفین کے مجموعہ پر بھاری ہیں، مخالفین کے کئی منظم ادارے کسی اعتبار سے اس اکیلی شخصیت کا مقابلہ نہیں کر پاتے۔

۱۔ پھیلا نا ۲۔ شوق ۳۔ نئے سرے سے ۴۔ پھیلا ہوا ۵۔ تحقیق شدہ ۶۔ کسی کی خوبی کی تعریف کرنا ۷۔ بہت زیادہ قیمتی ۸۔ اچھے طریقے سے

فرقہ وہابیہ کے نظریات کے رد میں امام احمد رضا کی چند تصانیف کا تذکرہ

مولوی اسماعیل دہلوی کے تعلق سے:-

- (1) سل السيوف الهندية على كفريات بابا النجدية 1312 ھ
- (2) الكوكبة الشهابية في كفريات ابي الوهابية 1312 ھ
- (3) كشف ضلال ديوبند 1337 ھ
- (4) صمصام سنيت بگلوی نجدیت 1316 ھ

عقائد وہابیہ کے رد میں:-

- (1) النفحة الفاتحة من مشك سورة الفاتحة 1315 ھ
- (2) الاستمداد على اجيال الارتداد 1337 ھ
- (3) آكد التحقيق بباب التعليق 1322 ھ
- (4) المجلد المسدد ان ساب المصطفى مرتد 1301 ھ
- (5) المقالة المسفرة عن احكام البدعة المكفورة 1326 ھ
- (6) البارقة الشارقة على المارقة المشاركة 1312 ھ
- (7) اكمال الطامة على شرك سوى بالامور العامة 1312 ھ

جماعتِ ثانیہ کے متعلق روگنلوئی میں:-

- (1) الراد الاشد البهی فی هجر الجماعة علی الكنکوهی 1313 ھ

عقائد وہابیہ کے رد میں مزید تصانیف:-

- (1) باب العقائد و الكلام 1335 ھ
- (2) فيح النسرین بجواب الاسئلة العشرين 1311 ھ

بعد نماز جنازہ دعا کے عدم جواز میں فرقہ وہابیہ کا رد:-

- (1) بذل الجواز علی الدعاء بعد صلاة الجنائز 1311 ھ

متفرق بدعات کا رد

امام احمد رضا محدث بریلوی نے شریعت کے خلاف جو بھی امور دیکھے فوراً آپ نے اپنے قلم کو جنبش دی اور ملت کی صحیح پاسبانی کی۔ اس دور میں اپنے آپ کو سنی کہلانے والے اور کچھ صوفیاء خائفانہ نظام میں مروجہ بدعات کا ارتکاب کیا لیکن امام احمد رضا نے اپنے اور پرانے کافرق اور لحاظ کئے بغیر شریعت و سنت کی نگرانی اور چوکیداری کے فرائض پورے طے کرنے سے ادا کئے اور کسی بھی قسم کی رورعایت سے باز رہے۔ یہ بدعت کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ مکتبہ فکر دیوبند کے اکابر علماء نے جائز اور مستحسن امور کو بدعت کا لباس پہنا دیا، لیکن خود ان افعال میں غوطہ زن رہے۔ جس کام کو عوام اہلسنت کیلئے بدعت قرار دیا وہ کام خود کیا اور اپنے ارتکاب کی صحت کیلئے تاویلیں پیش کیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو کام واقعی بدعت ہیں سید ہیں بلکہ بدعات کی جڑ ہیں، ان کاموں کو مکتبہ دیوبند کے علماء نے امام احمد رضا محدث بریلوی سے منسوب کر دیا ہے اور امام احمد رضا کی عبقری شخصیت کو بدعات کا مؤید اور مجوز قرار دیکر بدنام کرنے میں اپنی تمام قوت صرف کر رہے ہیں۔ لیکن اگر انصاف کی نگاہ سے امام احمد رضا کی تصانیف کا غیر جانبدارانہ مطالعہ کیا جائے تو ہم دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ بدعت کی جو بھی کڑی سے کڑی تعریف مقرر کی جائے امام احمد رضا محدث بریلوی کا دامن اس سے ہر طرح پاک اور صاف ہے۔ آپ نے بدعات کے استیصال میں اپنی پوری قوت صرف کر کے بدعات کے خلاف کتابیں لکھیں، شائع کیں، اعلانیہ بدعات سے بیزاری کا اظہار کیا، تب بھی بدعتی ٹھہریں اور مخالفین اپنے اسلاف کی ہر بدعت کو موافق سنت کہہ کر کرتے جائیں اور اس کے باوجود بھی یکے موحد ہونے کا دعویٰ کریں۔ اس ساری تمہید سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ امام احمد رضا نے اپنی غیر معمولی صلاحیت، عبقریت، بے شمار علوم و فنون میں حیرت انگیز صلاحیت اور ملت اسلامیہ کی گرانقدر خدمت انجام دے کر اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لافانی وداعی عظمتوں کی تقدیس اور مسلمان عالم کو ان کی محبت و عشق میں منسلک کرنے کی جو عظیم تحریک چلائی اور ناموس رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے مرثیے کا جو جذبہ اور ولولہ مسلمانوں کے دلوں میں پیدا کر کے متاع حیات بخشی اور ان کی عبقری شخصیت عالمی پیمانے پر ابھری، تو مخالفین نے ان کے خلاف طرح طرح کے بہتان طرازیاں اور افتراء پروی سے کام لیا اور جن بدعات کا امام احمد رضا نے بلا خوف کوۓ لا یم شدت سے رد کیا، انہیں بدعات کو امام احمد رضا کی طرف منسوب کر کے نا انصافی کا بے مثال کارنامہ انجام دیا اور برصغیر کے عوام کی بڑی تعداد کو آپ کا مخالف بنادیا۔

۱ حرکت ۲ رعب ۳ پسندیدہ ۴ جٹلا ۵ عمل کرنا ۶ ذہین ۷ تائید کرنے والا ۸ جائز رکھنے والا ۹ جڑ سے اکھیرنا ۱۰ پکا مسلمان ۱۱ نہ مٹنے والا ۱۲ پاکیزگی ۱۳ زندگی کا کاٹ ۱۴ الزام لگانا ۱۵ بہتان لگانا

حالات کا غیر جانبدار نہ تجزیہ کرنے سے جو حقیقت روز روشن کی طرح سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ علمائے دیوبند کی توہین آمیز عبارات پر امام احمد رضا محدث بریلوی نے جو گرفت کی تھی وہ اس قدر صحیح، بر محل ۱ اور واقعہ کے مطابق تھی کہ علمائے دیوبند سے اس کا کوئی جواب دیا ہی نہیں جاسکتا تھا کیونکہ ان عبارات کا صرف یہی ایک علاج تھا کہ ان عبارات سے رجوع اور توبہ کی جائے۔ لیکن علمائے دیوبند نے ان توہین آمیز اور گستاخانہ عبارات پر اصرار اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا اور ان کی الٹی سیدھی اور بے محل تاویلات کا جو پاکھنڈ ۲ رچایا اتنا گھٹیا قسم کا تھا کہ اس سے اردو زبان کے روزمرہ کے الفاظ اور محاورے بھی آج تک شرمندہ ہیں۔ امام احمد رضا محدث بریلوی کی کسی بھی گرفت کا علمائے دیوبند نے آج تک کوئی معقول اور مدلل جواب نہیں دیا اور جواب بھی کیا دے سکتے ہیں؟ ان کی حجت آج بھی قائم ہے۔ لہذا علمائے دیوبند نے معقول اور سیدھی راہ اختیار کرنے کی بجائے الزامی جواب کے طور پر امام احمد رضا محدث بریلوی پر شرک اور بدعت کے ہتھیاروں سے حملہ آور ہونے ہی میں عافیت سمجھی اور مسلمان عوام کا ذہن دوسری طرف پھیرنے کیلئے شدت کے ساتھ یہ پروپیگنڈہ شروع کر دیا کہ وہ تو خرافات ۳ و بدعت کے موید، مجوز اور حامی ہیں۔ دیوبندی مکتبہ فکر کے ایک معمولی طالب علم سے لے کر اساتذہ تک بلکہ تبلیغی جماعت کے جاہل مبلغین تک امام احمد رضا محدث بریلوی کو بدعتی اور ان کے افکار و نظریات کو بدعت بدعت کہتے نہیں تھکتے۔ اگر امام احمد رضا کے ان افکار و نظریات اور ان کی شخصیت کو بدعتی اور بدعت کا موید و مبلغ کہا جائے گا تو پھر حقیقی اور سچے مسلمان کی تعریف کیا ہوگی؟ جس سے امام احمد رضا تو خارج ہو جائیں۔

حقیقی اور کامل مسلمان کی تعریف یہ ہے کہ 'اس کا کوئی قول و فعل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فرماں برداری کے باہر نہ ہو اور اس کی زندگی کا ہر لمحہ شریعت کی پابندی میں گزرے، تو بلاشبہ ہم پوری ذمہ داری اور دیانت داری کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ امام احمد رضا محدث بریلوی کا شمار ملت اسلامیہ کے ان چند ممتاز اور کامل مسلمانوں میں ہوتا ہے جن پر اس دھرتی کو فخر حاصل ہے رہی یہ بات کہ فسق و فجور، شرک و بدعت اور شریعت کے خلاف ہر کام کی زبانی مخالفت اور قلمی جہاد کرنا علمائے حق کا فریضہ ہے تو ہم بغیر کسی رعایت کے عرض کرتے ہیں علمائے اہلسنت اور بالخصوص امام احمد رضا محدث بریلوی نے اس میں ذرہ برابر بھی کوتاہی نہیں کی۔ شرک و بدعت کے خلاف جس طنطنے سے انہوں نے قلم اٹھایا ہے وہ اور کہیں نظر نہیں آتا چاہے ان امور میں عوام ہتلا ہوں یا خواص، اس بارے میں آپ کا قلم ایسا خنجر ہے جو اپنے بیگانے کی تیز رو نہیں رکھتا۔

(۱) تعزیہ داری (۲) قوالی (۳) مزارات پر عورتوں کی حاضری (۴) نشر آوارشیاء کا استعمال (۵) شریعت و طریقت میں فرق اور تضاد ۴ ماننا وغیرہ کے علاوہ بہت سی ایسی بدعتیں جو مسلمانوں میں رائج تھیں ان کا بھی آپ نے اعلائیہ رد کیا اور ان کے خلاف فتویٰ اور رسائل تصنیف فرمائے جن میں سے کچھ بدعات حسب ذیل ہیں:-

☆ محرم کی ناجائز رسومات جو عوام میں رائج ہیں..... ☆ مرد کا چوٹی رکھنا جیسا کہ بعض فقیر رکھتے ہیں..... ☆ بیڑ بازی..... ☆ مرغ بازی..... ☆ بال مثل عورت لمبے رکھنا اور دلیل حضرت گیسو دراز سے پکڑنا..... ☆ قبر کا طواف کرنا یا بوسہ لینا..... ☆ قبر کا بلند تعمیر کرنا..... ☆ ماہِ صفر کے آخری چہار شنبہ (بدھ) کی رسومات..... ☆ پیر کے سامنے عورتوں کا بے پردہ آنا..... ☆ کنکلیا اڑانا..... ☆ تاش و شطرنج کھیلنا..... ☆ امام ضامن کا باندھنا..... ☆ شادی کی مروجہ رسومات..... ☆ بچوں کے سر پر اولیائے کے نام کی چوٹی رکھنا یا کان میں بالیاں پہنانا..... ☆ مختلف درختوں اور طاقتوں میں شہدا تھوڑ کر کے ان کی فاتحہ کرنا، لوہا بن جلانا، مرادیں مانگنا..... ☆ قبر پر اجرت دیکر تلاوت کروانا..... ☆ میت کے گھر شادی کی طرح جمع ہونا دعوتِ طعام میت..... ☆ فرضی مزارات بنانا اور ان پر عرس کرنا..... ☆ پیرانِ پیر کے نام سے بعض جگہ چلہ بنا کر یا ان کے مزار کی اینٹ پر عرس کرنا..... ☆ جمعہ کے خطبہ میں اُردو اشعار پڑھنا وغیرہ مذکورہ بدعات کے خلاف امام احمد رضا نے جو کچھ لکھا ہے وہ یہاں پر تفصیل سے بتانا ممکن نہیں۔ فقیر نے اس موضوع پر ایک مستقل کتاب 'بدعت اور بریلی' تصنیف کی ہے اس میں ان تمام بدعات پر تبصرہ کیا ہے۔

وقت کا تقاضا اور اہم ضرورت ہے کہ امام احمد رضا کی بدعات کے رد میں لکھی ہوئی کتابوں اور فتاویٰ کو زیادہ سے زیادہ شہرت دی جائے تاکہ اس کو پڑھ کو لوگ ان بدعات کے ارتکاب سے بچنے کے ساتھ ساتھ غلط فہمیوں کے اس اندھیرے سے بھی باہر آجائیں جو امام احمد رضا کے خلاف مخالفین نے پھیلا رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو حق و صداقت سمجھنے کی اور قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ علی آلہ واصحابہ افضل الصلوٰۃ والسلام

تمت بالخیر